بسم اللہ الرحمن الرحیم

شان شیر نیپال

ترتیب

مخیر اہل سنت حضرت مولانا محمد جمال الدین برکاتی ابدالی
بانی فیضان ابدالیہ مشن، دیپرا، شاہ محلہ، جنکپور (نیپال)

............{ناشر}............

فیضان ابدالیہ مشن نیپال

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : شان شیر نیپال
ترتیب : مخیر اہل سنت حضرت مولانا محمد جمال الدین برکاتی ابدالی
بانی فیضان ابدالیہ مشن، دیپرا، شاہ محلہ، جنکپور (نیپال)
ناشر : فیضان ابدالیہ مشن نیپال
تعداد : گیارہ سو
صفحات :
قیمت :

ملنے کے پتے

- مولانا ہاشم برکاتی دیپرا شاہ محلہ، 9809604706
- مولانا جمال الدین برکاتی دیپرا شاہ محلہ 9804806600
- خانقاہ برکات لہنہ شریف، نیپال

پیش لفظ

از قلم حق رقم: نائب حضور شیر نیپال حضرت علامہ
مفتی الحاج محمد احمد حسین برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم !

حق پرستوں کی زبان فتنہ گر فسادیوں کے خلاف نہ کبھی خاموش رہی ہے نہ رہے گی، جب بھی کوئی فتنہ اٹھا ہے تو اہلِ حق نے احقاق حق و ابطال باطل کا فریضہ انجام دینے میں کوتاہی نہیں کی بلکہ اس کا تعاقب کرکے زیرِ زمین دفن کی سعی پیہم کرتے رہے۔

چونکہ رشد و ہدایت توفیق الٰہی ہے جو خوش نصیبوں کا حصہ ہے، حرماں نصیبوں کو یہ دولت نہیں ملتی، غور کیجئے تو بات سامنے آئیگی کہ عہد رسالت سے آج تک اہل حق کے مقابل کفار و منافقین اور گمراہ و بددین بازار دجل و فریب میں سودا فروشی سے کبھی باز نہیں رہے، اسلئے اہل حق نے بھی ؎

ہمیں ہے حکم اذان لا الہ الا اللہ

پر عمل کرتے ہوئے دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے اور بدعات و منکرات کا ردو ابطال ہمیشہ کرتے آئے، تاکہ مسلمانوں کو فتنہ پروروں، گمراہ گروں اور بد مذہبوں کے دام تزویر سے بچایا جاسکے۔ تاریخ شاہد ہے خدا ترس مبلغین اسلام کی مجاہدانہ، مخلصانہ کوششوں کے نتیجے میں بے شمار بندگان خدا کو ہدایت نصیب ہوئی اور ان شاء اللہ تا قیامت ہوتی رہے گی۔

شیر نیپال کی شان مجھ جیسے بے مایہ سے کیا بیاں ہو، آپ گونا گوں خوبیوں اور اوصاف حمیدہ کے حامل ہیں۔ آپ جید عالم دین، کہنہ مشق مدرس، قاضی القضاۃ مبلغ اسلام، مفتی اعظم نیپال، باکمال حافظ، بے مثال قاری، بے باک خطیب اور صاحب تقوی و فتوی ہیں۔ آپ کے اہم دینی فتاوے کئی جلد میں شائع ہوچکی ہیں۔ آپ عربی، فارسی، اردو زبان و ادب میں

یکساں مہارت رکھتے ہیں، مختلف عناوین پر بزبان عربی کئی مقالے جامعہ ازہر سے شائع ہوکر اہل علم کے ہاتھوں میں پہنچ چکے ہیں۔ آپ کی ذات بابرکات میں نکتہ آفرینی کا کمال ہے اور چہرہ میں وہ قدرتی جمال ہے کہ جب لب کشائی فرماتے ہیں تو دل مستانہ چاہتا ہے کہ لب شیریں سے گوہر افشانی ہوتی رہے اور جہان سماعت باران کیف و سرور میں نہاتی رہے۔

آپ کی حیات مستعار کا لمحہ لمحہ دین متین اور مزہب و مسلک کی خدمات کے لئے وقف ہے۔ بلا شبہ آپ مسلکِ اعلیٰ حضرت کے شیدائی اور نڈر ترجمان ہیں، آپ اہل سنت کی سرمدی سعادتوں کی ضمانت، قوم و ملت کی امانت، سنی مسلمانوں کی آرزو و جستجو اور آسمان علم و یقین کے آفتاب و ماہتاب ہیں۔

تیری فکر سے روشن ہوا سب کا دماغ   دیدے تیری منور اہل سنت کا چراغ

آپ کی پیاری زندگی احقاق حق و ابطال باطل میں پورے طور پر مشغول ہے اور اسی مقصد کے لئے زبان و قلم کی تمام توانائیاں اور رعنائیاں بھی قربان ہیں۔ آپ اخلاق و عادات، زہد و ورع ہر اعتبار سے عظیم الشان، عقیدت مندوں اور مریدوں کے دلوں کے قرار اور گردن باطل پر أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ کی ننگی تلوار ہیں۔

عزیزم مولانا جمال الدین برکاتی نیپالی نے شان شیر نیپال لکھ کر اپنا حق ارادت ادا کردیا ہے، یہ انکی بہت بڑی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالی نے انہیں اس مبارک کام کی توفیق بخشی ہے۔

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
فیضان محبت عام تو ہیں عرفان محبت عام نہیں

کتاب مذکورہ مکمل تو نہیں پڑھا میں نے ہاں جن مقامات کا مطالعہ کیا خوب پایا، ربّ کریم اس کتاب کو شرفِ قبول عطا کرے اور مولانا موصوف اور دیگر ارادتمندوں کو بھی شیر نیپال کے نگارشات اور افکار و نظریات کو منظرِ عام پر لانے کی توفیق بخشے۔

آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوۃ والتسلیم

احمد حسین برکاتی

۸/ ذوالقعدہ ۱۴۴۰ھ، ۱۲/ جولائی ۲۰۱۹ء بروز جمعہ

تقریظ جلیل

شہزادہ حضور اشرف العلما حضر علامہ محمد صدر عالم قادری تیغی مجددی

سجادہ نشیں حضور اشرف العلما (تیغہی شریف)

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم امابعد

عزیزم مولانا جمال الدین برکاتی ابدالی کی کتاب شانِ شیر نیپال متعدد مقامات سے دیکھنے کا شرف حاصل کیا، اسم بامسمّی ہے۔ حضرت والا درجت، قائد اہلسنت، ناشر مسلکِ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، قاطع کفر وضلالت حضرت شیر نیپال مفتی وقاضی محمد جیش صدیقی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات محتاج تعارف نہیں، آپ کا شمار نیپال کے علماء قدیم میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ خوبیوں کا حامل بنایا ہے۔ زینت درس وتدریس ہونے کے ساتھ ایک باعمل عالم، بے بدل فقیہ عظیم، متکلم اور مفتی وقاضی اور عمدہ پیر طریقت بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے فیوض وبرکات کو عام وتام فرمائے، آپ کا سایہ اہلسنت وجماعت پر تادیر قائم رکھے۔

محمد صدر عالم قادری تیغی مجددی

سجادہ نشیں حضور اشرف العلما وخلیفہ حضور محدث کبیر

خانقاہ قادری تیغہی شریف، جلیشور ۱۲ مہوتری (نیپال)

۳/ جولائی ۲۰۱۹ء

فیضان ابدالیہ مشن مقاصد واہداف

حضرت مولانا جمال الدین برکاتی ابدالی (ساکن دیپرا شاہ محلہ، دھنوشا نیپال) ملک نیپال کے ان مخیرین میں سے ایک ہیں جن کے دلوں میں دین وسنیت، قوم وملت کی اشاعت اور معاشرہ کی اصلاح کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ پندرہ سال سے زیادہ عرصہ سے عرب ممالک میں کسب معاش کی غرض سے مقیم ہیں، مگر ملک سے دور رہ کر بھی دین وسنیت کی تبلیغ اور معاشرہ کی اصلاح کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ سوشل میڈیا پر بھی مختلف طریقوں سے دینی سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں، کبھی لائبریری کا گروپ قائم کر کے بیش قیمتی کتابیں علما کے مطالعہ کے لئے فراہم کرتے ہیں تو کبھی واٹس اپ پر اصلاحی گروپ بنا کر نوجوانوں میں نیا رنگ و امنگ اور جوش وجذبہ پیدا کرنے میں مصروف عمل رہتے ہیں۔ قطر کی سرزمین پر جب پہلی بار حضور شیر نیپال ان کے اور ان کے احباب واعوان کی دعوت پر تشریف فرما ہوئے تو برکاتی مشن کے نام سے مختلف مقاصد دینیہ پر مشتمل ایک تنظیم قائم کی اور اس تنظیم کے اغراض و مقاصد سے عوام کو روشناش کرانے کے لئے برکاتی مشن کانفرنس بسہیا کی سرزمین پر کروایا جس میں کثیر تعداد میں مشائخ وعلما اور خطبا وشعرا نے شرکت کی، اس کانفرنس میں حضور شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ اور قاضی بنارس خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند مفتی غلام یاسین صاحب قبلہ نے تشریف ارزانی فرما کر اس کے نور ونکہت کو دوبالا کر دیا۔ اس کانفرنس سے پہلے اس تنظیم کی دھوم قطر میں ہندی ونیپالی احباب کے علاوہ نیپال و بہار کی سرزمین پر بھی مچ چکی تھی، اس کا آوازہ کانوں میں گونجنے لگا تھا اور لوگوں کو اس تنظیم سے بہت ساری امیدیں تھیں۔ مگر افسوس کہ برکاتی مشن کے ارکان کے مابین اندرونی دراڑ واختلاف پیدا ہونے کی وجہ سے کام میں کوتاہی آگئی۔ یہ تنظیم دو گروپ میں تقسیم ہوگئی، ایک گروپ کا مسؤول حضرت حافظ غلام مرتضیٰ برکاتی ہیں اور دوسرے گروپ کے ذمہ دار مولانا محمد سراج احمد برکاتی

ہیں۔اللہ کرے کہ دونوں گروپ کے ارکان پھر سے متحد و متفق ہو جائیں اور پیار ومحبت اور اخلاق کے ساتھ دین وسنیت اور اصلاح معاشرہ اور سماجی خدمات کو بحسن وخوبی انجام دیں۔ان تمام باتوں سے مولانا جمال الدین صاحب دل برداشتہ تو ضرور ہوئے مگر جذبہ کی چنگاڑی اندرون دل ابھی سلگ ہی رہی تھی، اسی لئے انہوں نے اپنے جذبہ کو بروئے کار لانے کے لئے سلسلہ ابدالیہ سے منسوب ایک دوسری تنظیم بنام فیضان ابدالیہ مشن قائم کر لی ۔چونکہ سلسلہ ابدالیہ کے ایک عظیم بزرگ سید ابوذر الحسنات قادری ابدالی المعروف شیرازی میاں صاحب قبلہ سے انہیں خلافت و اجازت حاصل ہے اس لئے نسبت کی برکت کو اپنے دامن میں جمع کرنے کے لئے تنظیم کو اس کی طرف منسوب کر دیا تا کہ اس کا فیضان عام کیا جائے۔اس تنظیم کے کئی ایک مقاصد ہیں مثلا دینی کتابوں کی اشاعت، غریب و نادار طلبہ کی تعلیم کی راہ میں مالی معاونت، غریب اور بیواؤں کی مدد اور ان مقاصد پر عمل بھی ہو رہا ہے۔

زیر نظر کتاب آسان لب ولہجہ اور خوبصورت انداز میں حضور شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ کی حیات وخدمات پر مطبوعہ کتابوں کو سامنے رکھ کر، اپنے ذاتی مشاہدہ سے اور پھر چند علما سے ٹیلیفونی گفتگو سے جو معلومات حاصل ہوئے انہیں کتابی شکل دی اور پھر نظر قارئین کرنے کی سعادت سے بہرہ ور بھی ہوئے۔جس کے لئے مولانا موصوف لائق ہدیہ تبریک ہیں۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے دینی خدمات اور کاوشوں کو قبول فرمائے اور مزید دینی خدمات کی توفیق رفیق بخشے۔

ابو العطر

محمد عبد السلام امجدی برکاتی

تاراپٹی جنکپور نیپال (حال مقیم دوحہ قطر)

آفریں بر تو آفریں بر تو

از: قلم شہنشاہ فکر وقلم حضرت علامہ مولانا **شہاب الدین** حنفی سمردہی

بانی اشرف العلما فاؤنڈیشن نیپال، مقیم حال الدولۃ السعودیہ

حامدو مصلیا

زیر نظر کتاب نافعہ بنام شان شیر نیپال محبی ومکرمی پیر طریقت حضرت مولانا الشاہ جمال الدین قادری ابدالی دیپراوی کی ترتیب دی ہوئی وہ کتاب ہے جو اپنے مرشد گرامی قدر حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی دامت برکاتہم العالیہ کی شان میں گلہائے عقیدت ونذرانہ محبت کی شکل میں ہے۔کتاب کے جملہ سطور سے حضرت موصوف کی اپنے مرشد سے عقیدت ومحبت آشکارا ہے۔ایک وفادار مرید اپنے پیر سے کس قدر عقیدت رکھے اسکا پتہ بھی اس کتاب کے مطالعہ کرنے سے چلتا ہے۔حضرت مولانا جمال الدین قادری ابدالی ان جوان علماء میں سے ایک ہیں جو دین وسنیت کیلئے شب وروز سرگرم عمل رہتے ہیں اور ہمیشہ اس فکر کے ساتھ سوشل میڈیا پہ کام کرتے ہیں کہ اس سوشل میڈیا پہ جتنے بددین وبدمذہب نے گمراہی پھیلا رکھی ہے اسکا قلع قمع کیا جاے۔اسی وجہ سے آپ نے اپنے جیب خاص سے انٹرنیٹ پہ ایک لائبریری بنام فیضان ابدالیہ لائبریری تشکیل دی ہے، جس سے آپ اہلسنت کے ان علماء کو کتاب فراہم کرتے ہیں جو کتاب خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے یا جو ذوق مطالعہ رکھتے اور کتاب کی تلاش میں کبھی بددین کے لائبریری کا سہارا لیتے ہیں، ایسے لوگوں کو ان سے دور کرے اپنی لائبریری میں جگہ دیتے ہیں، تا کہ اپنا سنی بھائی غیر کا محتاج نہ رہے اور انکا ایمان وعقیدہ بچا رہے۔اسکے علاوہ بھی آپ وقتا فوقتا علماء اہلسنت کی وہ کتب ورسائل جو کسی وجہ سے منظر عام پہ نہیں آسکی اسکو منظر عام پہ لانے کی بھر پور سعی کرتے ہیں۔مولانا موصوف نیک طبیعت پاکیزہ خیال صوم صلاۃ کے پابند بھی ہیں اور اسکی تلقین ہمیشہ اپنے محبین معتقدین کو کرتے رہتے ہیں۔اللہ نے انکو عاجزی وانکساری وغمگساری کی بھی دولت سے نوازا ہے۔غریب مفلس نادار

لوگ کی مدد کرنا بھی ان کی فطرت میں شامل ہے۔ یہ کتاب ملک نیپال کی جس عظیم المرتبت شخصیت کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر مشتمل ہے اس کی عظمت کیا کہنے، حضور شیر نیپال کی وہ پروقار و پرجلال ہستی ہے جس نے ملک وملت کی شان کو دوبالا کیا، ملک نیپال میں مسلک اعلیٰ حضرت کے قلع کو مستحکم بھی کیا اور پاسداری بھی کی، جس نے عالمی سطح پر ملک نیپال کی نمائندگی فرما کر مسلمانان نیپال کے سروں کو فخر سے اونچا کردیا، جس نے مذہب ومسلک کی حفاظت واشاعت کے لئے سینکڑوں تلامذہ کی فوج تیار کی اور جس نے باطل قوتوں کا حکمت و دانائی، مصلحت ودور اندیشی اور جرات و بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا۔ دعا ہے کہ مولی تعالیٰ حضرت مولانا جمالدین قادری ابدالی کو حاسدین، معاندین کے شروفتن سے بچائے اور تادیر ان کے سرپہ انکے مرشد کریم قاضئ القضاء نیپال، پیکر رشدوہدایت، بحرغواص معرفت شیخ العلماء والفقہاء حضور مفتی جیش محمد صدیقی المعروف بہ شیر نیپال کا سایہ تادیر سلامت باکرامت رکھے آمین بجاہ سید المرسلین۔

محمد شہاب الدین حنفی سیمرد ہی
جلیشور مہوتری نیپال، حال مقیم سعودی عرب

رتبہ میرے شیخ کا میری سوچ سے ہے بالا

از قلم: ادیب شہیر حضرت علامہ مفتی
غلام طٰہٰ صاحب قبلہ باڑا الہوریا، سیتامڑھی بہار

جب تک بکے نہ تھے کوئ پوچھتا نہ تھا
تو نے مجھے خرید کر انمول کردیا

سنہ ۱۹۹۸ء میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سے فراغت کے بعد تحصیل علم وفن کا جذبہ اور شوق عربی ادب نے ہمیں دہلی راجدھانی پہنچا کر چھوڑا۔ تلاش منزل شوق میں جانفشانی میری عادت بن چکی تھی ہاں مگر حالات کے نشیب وفراز سے دوچار ہوکر میں اپنے وطن مالوف مدینۃ العلماء باڑا شریف آیا ہوا تھا اسی درمیان کل نیپال شہرت یافتہ پہلوان سلیمان خلیفہ دیپرا روپیٹھا جنکپور نیپال کا انتقال پُرملال ہوگیا جو رشتے میں ہمیں پھوپھا اور فیضان ابدالیہ مشن کے بانی مولانا جمال الدین قادری برکاتی کے بڑے چچا جان تھے نماز جنازہ کے وقت معین میں اتنی گنجائش تھی کہ ہمیں نماز جنازہ میں شرکت کا موقع دستیاب ہوگیا۔

ہمارے والد محترم عالی جناب عبدالستار شاہ رضوی یہ فرماتے ہوئے جانے کا حکم دیا کہ خلیفۂ مرحوم چونکہ حضرت شیر نیپال کے شیدائی اور سچے عقیدت مند دیوانے تھے اس لئے حضرت شیر نیپال کی تشریف آوری بالیقیں ہوگی۔ والد محترم کے ان جملوں سے حضرت والا کی زیارت کا شوق شعلہ بن کر بھڑک اٹھا اور ہم چند احباب خاص کر میرے برادر اکبر مولانا محمد حبیب الرحمن زخمی منظری نماز جنازہ میں شرکت کیلئے دیوانہ وار سائیکل ہی سے چلدیئے اگرچہ مسافت لمبی تھی لیکن دیدار شیخ کی چنگاریاں تھکن کی ساری کلفتوں کو خاکستر کرتی رہیں اور سفر طے ہوتا رہا بالآخر مرحوم کی جنازہ گاہ پر کچھ وقت رہتے ہی پہونچ گئے۔ مرحوم کے پسماندگان سے بعد سلام گفت وشنید سے معلوم ہوا کہ حضرت شیر نیپال کی آمد یقینی ہے اور

فیضان ابدالیہ مشن کے بانی مولانا جمال الدین قادری برکاتی کے والد ماجد مولانا محمد ہاشم برکاتی نے بتایا کہ مرحوم حضرت شیر نیپال سے نماز جنازہ پڑھانے کی گذارش کرر کھی تھی اس لئے حضرت والا ضرور بالضرور تشریف لائیں گے ابھی آپس میں اس طرح کی باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ حضرت والا طلبہ کی نورانی جماعتوں کے ساتھ جلوہ فگن ہو گئے حضرت کی تشریف آوری کے بعد ہی لوگ دیدار و مصافحہ اور دست بوسی کے لئے ٹوٹ پڑے۔

حضرت موصوف کی زیارت سے چونکہ میں پہلی بار مشرف ہو رہا تھا اس لیئے دل جی بھر زیارت کرنے کو کہ رہا تھا لیکن نماز جنازہ پڑھائی جانی تھی اس لئے صف بندی کا اعلان ہوا صف کی درستگی کے بعد حضرت والا نے نماز جنازہ پڑھائی بعد ازاں میرے دل مضطر میں شرف تکلم کا شوق ابھرا چلا جارہا تھا۔ چونکہ ہر کوئی اپنا حال دل سنانے کے لئے بے چین و بے قرار تھا، اس لئے میں اپنی مراد کو نہیں پہونچ پایا اور حضرت اپنے جامعہ کو چلدیئے۔ دل بیتاب نے مشورہ دیا کہ ایسا کیوں نہ کہ حضرت کی خدمت سے فیضیاب ہونے کے لیئے جامعہ حنفیہ کو پہونچا جائے۔ بس کیا تھا؟ دل کے اسی فیصلے پر اتفاق ہوا عقیدتمندوں کی بھیڑ میں بالآخر ہم سب جامعہ حنفیہ پہونچ ہی گئے، پہلی نظر جب حضرت کی درسگاہ پر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت اپنی مسند افتاء و تبلیغ پر عالمانہ جاہ و جلال کے ساتھ سر پر عمامہ سجائے حسیں جبہ میں رونق افروز ہیں، سبھوں کی ضرورت سماعت فرما کر مسئلے کا حل بتا رہے ہیں۔ ہم سب بھی دیوانوں کی اسی جھرمٹ میں جا بیٹھے۔ حسیں اخلاق کے پیکر حضرت موصوف گرچہ مصروف تھے لیکن ہم سبھوں کو قریب بلا کر بیٹھنے کو فرمایا۔ پھر پتہ وغیرہ پوچھنے لگے گویا کہ اب ہم سبھوں کو شرف تکلم حاصل کرنے کا موقع عنایت فرما کر نگاہ مرد مومن کی ترجمانی فرما رہے ہیں اور دل ہم سے کہ رہا تھا کہ دیکھو بن بتائے حضرت نے راز سر بستہ جان لیا ہے تبھی تو تمہاری طرف توجہ فرما کر تمہارا حال دل سماعت فرما رہے ہیں۔

لاؤڈ اسپیکر پر نماز

ہوا یہ کہ حضرت ہم سے جائے فراغت اور تعلیم پوچھ ہی رہے تھے کہ کسی نے لاؤڈ

اسپیکر پر نماز کا مسئلہ پوچھ دیا، ہم نے دیکھا اور سنا کہ حضرت نے بڑی آسانی سے مسئلہ کو ایسا سمجھایا کہ اسلاف کے تبحر علمی کی یاد تازہ ہوگئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد جامعہ حنفیہ میں خدمت تدریس کے لئے اپنے دامن کرم میں جگہ دینے کی بات فرما کر میرے پست حوصلے کو اوج ثریا سے بھی بالاتر کر دیا اور بطور شفقت و اختبار جمعہ کے دن آکر جمعہ میں خطاب کرنے کو فرمایا۔

جامعہ میں تقرری اور کیمیائی نظر:

جمعہ کو جامعہ پہونچا اور بحکم حضرت من آنم کہ من دانم" کا اعتراف کرتے ہوئے ہوئے بغرض اصلاح خود کچھ دیر بیان کیا پھر بعد جمعہ حضرت والا نے خدمت تدریس کی اجازت فرما کر ممنون و مشکور بنالیا۔

زمانہ تدریس میں کرم فرمائی اور اصلاح:

جب نظام الاوقات تیار کیا گیا تو حضرت والا کے بطور شفقت کتاب کے متعلق پوچھنے سے میرا حوصلہ بایں وجہ بہت بلند ہوتا چلا گیا کہ حضرت نے ناچیز کو کسی لائق سمجھا ہے ورنہ کوئی ابتدائی کتاب دے دیتے۔ بہر صورت حضرت نے ایام تدریس میں درجہ سادسہ تک کی کتاب دے کر مجھ پتھر کو جوہر بنادیا۔

زمانہ تدریس میں کچھ پوچھ کر اصلاح فرمانا:

زمانہ تدریس کے سال اول جب میں نے شرح جامی پڑھائی تو حضرت والا نے حاصل محصول کی بحث کا خلاصہ بیان کرنے کو فرمایا، بایں وجہ کہ میری بھی اصلاح ہو جائے۔ میں نے اپنی معلومات کے مطابق اس پر بیان دیا۔ حضرت نے تصحیح فرماتے ہوئے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور اس طرح خود مجھے اپنی ذات پر اعتماد بڑھا اور طالبعلموں کا مجھ پر وثوق جما۔ گویا کہ حضرت جامعہ کا منصب صدارت کا فرض نبھاتے ہوئے ہمیں سنوار رہے تھے۔

امر حاضر نمی باشد مگر معروف:

کسی ایک دن میں علم الصیغہ پڑھا رہا تھا، چھٹی کی گھنٹی لگ چکی تھی لیکن جاری سبق کا ماحصل بیان کرنا باقی تھا حضرت والا نے جس لڑکے کو طلب فرمایا وہ ہماری درسگاہ میں حاضر تھا۔ ادھر ماحصل بھی بیان ہو ہی چکا۔ وہ طالبعلم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے پوچھا

کون سی کتاب تھی اور کیا پڑھ رہا تھا؟ طالبعلم نے جواب دیا کتاب علم الصیغہ تھی اور سبق امر حاضر نمی باشد مگر معروف" حضرت نے پوچھا کیا تم نے سبق سمجھ لیا؟ طالبعلم نے اپنے ٹوٹے پھوٹے انداز میں سمجھنے کی ہاں بھری۔ کچھ دیر بعد میں بھی حاضر خدمت ہوا حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ امر حاضر نمی باشد مگر معروف کا خلاصہ کیا ہے؟ اور کیسے سمجھایا۔ میں نے جو کچھ بیان کیا اس پر حضرت نے حوالہ پیش کرنے کی مہلت دی۔ سبحان اللہ! حضرت کے اصلاحی طریقہ سے میری خوشی کی انتہاء نہ رہی۔ بہر حال میں نے حوالہ دیا، حضرت نے داد و تحسین سے نوازتے ہوئے مزید اصلاح بھی فرمادی۔

مکہ شریف میں ایک نیکی پر ایک لاکھ ثواب جبکہ مدینہ شریف میں ایک نیکی پر صرف پچاس ہزار:

حضرت کسی دن مشکوۃ شریف پڑھا رہے تھے کسی کام سے میں حاضر خدمت ہوا حضرت والا نے مکہ شریف میں ایک نیکی پر ایک لاکھ اور مدینہ شریف میں ایک نیکی پر صرف پچاس ہزار ثواب کی علت اور وجہ ڈھونڈنے کو فرمایا میں تلاش و جستجو میں مصروف ہی تھا کہ حضرت نے خود ہی وجہ تلاش لی اور فرمایا وجہ یہ ہے کہ مکہ شریف میں جلال باری تعالیٰ ہے اس لئے اگر ایک نیکی پر ایک لاکھ ثواب ہے تو ایک گناہ پر ایک لاکھ عذاب بھی ہے اور مدینہ شریف جائے رحمت مصطفیٰ ﷺ ہے اس لئے ایک نیکی پر پچاس ہزار ثواب تو ہے لیکن ایک گناہ پر ایک ہی عذاب ہے۔ سبحان اللہ ماشاء اللہ۔ ماھذا شان المدینۃ المنورۃ۔

نعت گوئی کی اصلاح:

الحمدللہ! چند بند کہہ لینے کا شرف مجھ ناچیز کو بھی حاصل ہے، چنانچہ جامعہ حنفیہ میں رہتے وقت بھی نعتیہ کلام کے چند بند لکھ کر میں لڑکوں کو دے دیا کرتا تھا اور لڑکے محفلوں میں پڑھا کرتے تھے انہیں دنوں میں نے ایک کلام لکھا تھا جسکا مطلع تھا ؎

میرے نبی پاک کا کتنا اونچا مقام ہے
وہ ہیں حبیب کبریا انکا محمد نام ہے
(ﷺ)

اور مقطع تھا ؎

چل اے حمیدی" طیبہ چل گاڑی نہیں تو پیدل
آقا کے گھر کو جانے کا کتنا حسین نظام ہے

تو جب حضرت کے سامنے مقطع پڑھا گیا تو حضرت نے فوراً فی البدیہہ اصلاح فرمائی کہ عشق کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ گاڑی نہ ملنے پر پیدل چلا جائے بلکہ عشق تو یہ کہتا ہے کہ ساری سہولتوں کہ باوجود پیدل بھی نہ چلا جائے بلکہ سر کے بل چلا جائے اور مقطع یوں کہا جائے چل اے حمیدی" طیبہ چل پیدل نہیں رے سر کے بل کوئے نبی میں جانے کا دلکش حسین نظام ہے (ذالک فضل اللہ یعطی من یشاء) یقیناً حضرت کی ذات مجمع الفضائل اور مخزن البرکات ہے جس میں اخلاق کی خوشبو بھی پائی جاتی ہے تواضع وانکساری کی ساتھ عالمانہ کروفر بھی پایا جاتا ہے سیاست حاضرہ سے آگاہی کے علاوہ علم نحو، علم صرف، علم منطق، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ میں مہارت تامہ انکی شان ہے۔ اصلاح معاشرہ پر گہری نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ مسند افتاء کی زیب وزینت ہے اسی لئے میرے دل کی یہ آواز ہے کہ

رتبہ میرے شیخ کا میری سوچ سے ہے بالا

رب قدیر اس عظیم نعمت کو تا دیر سلامت رکھے اور انکا سایہ کرم اہلسنت پر قائم و دائم رکھے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دل منور ہے یقیناً نورانی برکات سے
آپ ہیں برکاتی برکت مفتی اعظم نیپال
ہے حمیدی" شمع روشن سنیت آباد ہے
خوب کی ہے دینی خدمت مفتی اعظم نیپال

العبدالعاصی
غلام طہ برکاتی حمیدی
باڑاوی معلم مڈل اسکول چاند پورا اردو پر یہار، سیتا مڑھی بہار
موبائل ۹۵۲۵۷۰۱۷۶۸

نیپال کا مختصر تعارف

حضور شیر نیپال کے تعارف اور آپ کی حیات وخدمات پر روشنی ڈالنے سے قبل نیپال کا مختصر تعارف اور تاریخ پر ایک نظر ڈال لی جائے تاکہ اس کے پس منظر وپیش منظر بھی اس رسالہ کے مطالعہ کے دوران ذہن میں گردش کرے۔ نیپال کے تعارف اور اس کی تاریخ پر مورخ نیپال مفتی محمد رضا صاحب کی جو تحقیق ہے انہیں کی کتاب نیپال میں اسلام کی تاریخ سے پیش کیا جارہا ہے۔ مولانا موصوف تحریر فرماتے ہیں:

"نیپال" براعظم وسطی ایشیا کے جنوب میں دو عظیم ملکوں ہندوستان اور چین کے درمیان ہمالیہ پہاڑ کے آغوش میں قدرتی حسن وجمال، دلکش مناظر، دشت وکہسار اور وادیوں پر مشتمل دنیا کا بے حد خوبصورت ملک ہے۔ جو شمال میں 00N.28 درجہ خط عرض (Latitude) اور مشرق میں 00E.84 درجہ خط طول پر واقع ہے۔ اس کی تمام سرحدیں خشکیوں سے گھری ہوئی ہیں۔ نیپال کی سرحد شمال میں، چین، جنوب اور مشرق میں ہندوستان اور مغرب میں صرف 27 رکلومیٹر کے فاصلے پر بنگلہ دیش سے ملتی ہے۔ اس کا زمینی رقبہ 147181 مربع کلومیٹر (56827 اسکوائر میٹر) ہے، نیپال دنیا کا 48واں کثیر آبادی والا اور رقبہ کے اعتبار سے دنیا کا 93واں سب سے بڑا ملک ہے۔ نیپال براعظم ایشیا میں واقع سری لنکا، شمالی کوریا، فلسطین، متحدہ عرب امارات اور کویت جیسے ایک درجن سے زیادہ ممالک سے بطور رقبہ اور آبادی بڑا ملک ہے اور قطر جہاں نیپال کے لاکھوں شہری ملازمت کررہے ہیں آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ وہ نیپال سے تقریباً 13 گنا چھوٹا ہے۔ اس کا کل رقبہ 427.11 کلومیٹر ہے۔ ( ) اور آبادی کے اعتبار سے نیپال قطر سے تقریباً 32 گنا بڑا ملک ہے۔ A.D.2006 کے اعداد وشمار کے مطابق قطر کی کل آبادی 840290 تھی جب کہ نیپال کی آبادی 27070660 تھی۔

نیپال اپنے گھنے جنگلات، سربفلک پہاڑوں کے سلسلے، ٹھنڈے موسم، سرسبز وشاداب

زمینوں، دلفریب وادیوں اور صناع ازل کے شاہکار تخلیق کا حسین مظہر ہونے کے باعث قدیم زمانہ ہی سے سیاحین اور دنیا بھر کے لوگوں کے لیے توجہ کا مرکز رہا ہے یہ افسانہ نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے کہ نیپال دنیا کے نقشے پر اتنا خوبصورت ملک ہے کہ اس کے قدرتی حسن وجمال کے آگے سوئٹزرلینڈ کی خوبصورتی بھی ماند پڑتی ہے۔ کشمیر و نینی تال جیسی نہ جانے کتنی وادیاں اور راجگیر جیسے سینکڑوں پرفضا مقامات جسے بہار کے باشندے اس کے حسن کی وجہ سے بہار کی مانگ سمجھتے ہیں نیپال کی محدود تنگنائیوں میں گم ہیں۔ اگر آپ کو یقین نہ آئے تو پوکھرا کے Fewatall وادی Gomsong ناپچے بازار، گورکھا اور کاٹھمانڈو وادی کا ایک بار ضرور مشاہدہ کریں۔ جو لوگ صرف ترائی علاقوں پر نیپال کا قیاس کرتے ہیں وہ سخت غلط فہمی کا شکار ہیں نیپال کا اصل حسن پہاڑوں میں ہے۔

نیپال دنیا کا واحد ایسا ملک ہے جس کا دارالسلطنت تمام دارالسلطنتوں میں سب سے بلند مقام پر واقع ہے۔ یہ تھی نیپال کی ایک ہلکی سی جھلک۔

جہاں تک نیپال کی تاریخ کی بات ہے تو اس کی قدامت کے لیے اتنا کافی ہے کہ ہندوستان کے قدیم لٹریچرز اتھروید، اپنشد، پران اور کوٹلیا کے ارتھ شاستروں میں اس کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ یہ جواں مردوں، بہادروں، جفاکشوں اور صوفی سنتوں کا ملک ہے، اس کی تاریخ شجاعت اور حب الوطنی کے واقعات سے بھری پڑی ہے، ماضی میں اس کے ایک طاقتور ملک ہونے کے لیے مؤرخین کی یہ گواہی کافی ہے کہ نیپال کے ساتویں کراتی راجہ Gali نے جنگ عظیم مہابھارت میں ارجن کا مقابلہ کیا تھا۔ اس ملک پر تقریباً چار ہزار سال کے طویل عرصہ میں، گوپال نسل، مہشپال نسل، کیراتی نسل، سوریہ ونشی نسل، سومہ ونشی نسل، لچھوی نسل، ٹھاکوری نسل، ملّ نسل اور پرتھوی نارائن شاہ نسل کے سینکڑوں بادشاہوں نے حکومت کی۔

قدیم تاریخوں سے پتہ چلتا ہے کہ عہد قدیم اور عہد وسطی میں نیپال کے مختلف حصوں پر بیک وقت کئی بادشاہ حکومت کیا کرتے تھے پی 25 ستمبر 1768 کی تاریخ جدید نیپال کی تعمیر کا دن ہے جب پرتھوی نارائن شاہ نے ان چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کو زیر کر کے ایک مستحکم

اور متحدہ سلطنت نیپال کی بنیاد رکھی تھی۔ مجموعی طور پر نیپال بے پناہ امکانات اور قدرتی وسائل سے مالا مال ایک غریب ملک ہے۔ یہ وسائل انسانی بھی ہیں اور مادّی بھی۔ نیپال کے بعض جنگلوں میں یورنیم جس سے ایٹم بم تیار کیا جاتا ہے بکھرا پڑا ہے۔ گیس کے ذخائر یہاں دریافت ہو چکے ہیں، سونے، جواہرات اور معدنیات کے ذخائر یہاں کے پہاڑوں میں پوشیدہ ہیں۔ یہاں کی زمینیں دنیا کی بیش قیمت جڑی بوٹیاں تیار کرنے کے لیے زمانۂ قدیم سے ہی مشہور ہیں، یہی وجہ ہے کہ کوٹلیا کے ارتھ شاستر میں نیپال کی جڑی بوٹیوں کا تذکرہ ملتا ہے۔

(نیپال میں اسلام کی تاریخ)

تعارف حضور شیر نیپال

جس نیپال کا تاریخی نقشہ مفتی محمد رضا صاحب نے اپنی کتاب میں کھینچا ہے اسی نیپال کے ایک عظیم اور تاریخی شہر جنکپور سے چند ہی کلومیٹر کے فاصلہ پر نیپال کی ایک عبقری اور تاریخی شخصیت و تاریخ ساز عالم ربانی کا مولد و مسکن ہے، جسے دنیا شیر نیپال مفتی محمد جیش صدیقی برکاتی سے جانتی ہے۔ ملک نیپال میں حضور شیر نیپال کی ذات و شخصیت کسی بھی اعتبار سے محتاج تعارف نہیں ہے، آپ کی خدمتوں، کارناموں اور دینی ملی سرگرمیوں سے نیپال کے علاوہ ہندوستان کے رہنے والے بھی واقف ہیں اور دونوں ملکوں کے علما میں آپ کی مقبولیت و پذیرائی ہے۔ بریلی شریف و مارہرہ شریف کے اہل علم حضرات اور پیران عظام سے آپ کو بیحد محبت و عقیدت ہے اور ان دونوں خانوادوں کے بزرگوں نے آپ کی خدمات کو خوب سراہا اور آپ کو بیحد نوازا بھی ہے۔ چنانچہ مارہرہ شریف سے آپ کے پیر و مرشد حضور سید العلما علیہ الرحمہ نے آپ کو اجازت و خلافت سے نوازا اور بریلی شریف سے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے بھی آپ کو خلافت سے نوازا اور آپ کے بارے میں فرمایا کہ جو شیر نیپال کے جھنڈا کے نیچے رہے گا وہ قیامت میں محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈا کے نیچے رہے گا۔

تاریخ پیدائش:

آپ کی پیدائش ۲۸ صفر ۱۳۶۲ھ مطابق ۵ مارچ ۱۹۴۳ء / ۲۲ گتے پھاگن ۱۹۹۹ بکرمی شب جمعہ بمقام بھنگاواں ہوئی۔

نام و نسب: حضرت علامہ مفتی محمد جیش صدیقی بن الحاج محمد جاشم علی صدیقی بن الحاج محمد اصغر علی صدیقی بن محمد اکبر علی صدیقی بن محمد دلاور حسین صدیقی۔

القاب: شیر نیپال، مفتی نیپال، قاضی نیپال، مفتی اسلام، محدث لا کلام، سیف اللہ المسلول، مجاہد اہل سنت، چراغ مسلک اہل سنت، عز و ناز مسلک اعلیٰ حضرت، شیر الٰہی، قاضی

شریعت، حامی ملت، مفتی اعظم نیپال، شیخ طریقت، رہبر شریعت، بحر العلوم، لشکر اسلام، مقدمۃ الجیش، پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت، امیر شریعت، مرجع الافتا والارشاد۔

ان القاب وخطابات سے جن بزرگوں نے حضور شیر نیپال کو نوازا اور یاد فرمایا ہے ان اکابر علماء اور مشائخ کے اسمایہ ہیں:

حضور سید العلما، حضور احسن العلما، حضور حافظ ملت، حضور تاج الشریعہ، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی، خطیب البراہین صوفی نظام الدین، سید ملت حضور نظمی میاں، مفتی اعظم کانپور مفتی رفاقت حسین، مفتی اعظم دہلی مفتی محمد ثمر میاں دہلی، حضور شمس الاولیا، مجاہد اہل سنت سید مظفر حسین کچھوچھوی، قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری، شیر بہار مفتی اسلم رضوی، صدر العلما علامہ تحسین رضا بریلی شریف، حضور شارح بخاری مبارکپور، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ، علامہ سید عارف حسین رضوی سابق شیخ الحدیث جامعہ منظر اسلام بریلی شریف، غیاث ملت، شیر کالپی سید غیاث الدین کالپی شریف، جمال ملت علامہ جمال رضا بریلی شریف، امین شریعت مفتی عبد الواجد دربھنگہ، علامہ عبد المبین نعمانی، حضرت منانی میاں بریلی شریف، حضرت سید افسر پاشا عثمان آباد، مفتی مطیع الرحمن، قاضی بنارس مفتی غلام یاسین بنارس، حضور حنیف ملت کٹیا، علامہ سید ولی الدین پٹنہ، علامہ امیر الدین پٹنہ، اشرف العلما مفتی اشرف القادری نینی شریف، مفتی قدرت اللہ رضوی براؤں شریف، قاضی عبد الرحیم بستوی، مفتی اشرف رضا بمبئی، ڈاکٹر غلام زرقانی امریکہ، صوفی الدین نسیم گجرات۔

تعلیم وفراغت

آپ نے گاؤں کے مکتب سے تعلیم کا سلسلہ شروع فرمایا جب آپ کی عمر شریف تقریبا تین سال یا کچھ زائد تھی۔ مدرسہ قادریہ مصباح العلوم علی پٹی، اشرف العلوم کنہواں، دار العلوم علیمیہ داموور پور بہار، جامعہ منظر اسلام بریلی شریف اور جامعہ اشرفیہ مبارک پوران مدارس میں آپ نے تعلیم حاصل کی اور پھر ۱۰ر شعبان ۱۳۸۶ھ، مطابق ۲۴ر نومبر ۱۹۶۶ء، ۹ر اگہن ۲۰۲۳ بکرمی بروز پیر جامعہ اشرفیہ کے جلسہ میں آپ کے سر پر دستار فضیلت حضور حافظ ملت

اور حضرت سید مظفر حسین کچھوچھوی کے مقدس ہاتھوں باندھی گئی۔

ضروری نوٹ: جس وقت آپ کو اشرف العلوم کنہواں میں داخل کروایا گیا اس وقت آپ کو اس مدرسہ کے ارکان و مدرسین کے عقائد کے بارے میں علم نہیں تھا کہ یہ بدعقیدوں کا ادارہ ہے، ہاں جماعت اولی کی تعلیم کے سال آپ کو اس بات کا علم ہوا اس لئے آپ نے اس ادارہ کو استغفار و لاحول پڑھ کر چھوڑ دیا اور دار العلوم علیمیہ داموور پور مظفر پور بہار میں داخلہ لے کر خامسہ تک تعلیم حاصل کی۔

اساتذہ: حضور شیر نیپال کے وہ اساتذہ جن سے آپ نے علم دین حاصل کیا ان کے نام یہ ہیں:

(۱) جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ عبد العزیز علیہ الرحمہ بانی جامعہ اشرفیہ (مبارکپور)
(۲) نائب شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف علیہ الرحمۃ بلیاوی (مبارکپور)
(۳) حضور بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان مصباحی اعظمی علیہ الرحمۃ (گھوسی)
(۴) جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ سید محمد عارف رضوی دام ظلہ العالی
(۵) مفسر قرآن حضرت علامہ مفتی محمد عبد اللہ خاں عزیزی مصباحی علیہ الرحمہ (بستی)
(۶) حضرت علامہ مولانا محمد کاظم علی خاں بستوی قدست اسرارہم العالیہ (بریلی شریف)
(۷) فخر اہل سنت حضرت علامہ مفتی جہاں گیر خاں زید مجدہ السامی (بریلی شریف)
(۸) شفیق ملت حضرت علامہ محمد شفیق اعظمی قدس سرہ العزیز (گھوسی)
(۹) حضرت علامہ مفتی قاری ظہیر الحسن قادری (اعظم گڑھ)
(۱۰) عم محترم حضرت مولانا محمد جمشید صدیقی علیہ الرحمۃ لوہنہ شریف (نیپال)
(۱۱) حافظ عبد الشکور براہی

نوٹ: مدرسہ اشرف العلوم کنہواں کے جن اساتذہ سے آپ نے حفظ و جماعت اولیٰ کا درس لیا ان کا نام معلوم نہیں اور نہ ان کے نام کے ذکر کی حاجت کہ ان کا عقیدہ ہی جب درست نہیں تو پھر ان کے نام کو ذکر کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

درس وتدریس: فراغت کے بعد آپ نے درس وتدریس کا آغاز ۱۳۸۶ھ

مطابق ۱۹۶۶ء، ۲۰۲۳ بکرمی میں مادر علمی دار العلوم علیمیہ دامودر پور ضلع مظفر پور بہار سے فرمایا۔ دار العلوم علیمیہ میں اپنے استاذ حضرت مولانا محمد کاظم بستوی اور ارکان دار العلوم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایک سال تک تدریسی خدمات انجام دی۔ ایک سال کی مدت تدریس مکمل کرنے کے بعد شہر جنکپور میں قائم مکتب کے ارکان کی پیش قدمی پر ۱۳۸۷ھ میں دینی خدمات انجام دینے کے لئے اسی مکتب میں مدرس مقرر ہوگئے۔ یہاں آپ کو زمانہ طالب علمی سے ہی ایک مرکزی ادارہ قائم کرنے کا ارادہ تھا اس لئے اس مکتب میں رہنے کو پسند فرمایا تا کہ اپنے اعلیٰ مقصد میں کامیاب ہوسکے۔ یہاں آپ اپنے مشن کو فروغ دینے میں رات و دن مصروف رہے اور آخر کار آپ اس شہر میں مکتب میں رہتے ہوئے بھی ایک عالی شان مرکزی ادارہ بنام جامعہ حنفیہ غوثیہ کی بنیا د ڈالنے اور اسے پروان چڑھانے میں فائز المرام ہوگئے اور آپ کا حسین خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔

نائب شیر نیپال حضرت علامہ مفتی محمد احمد حسین برکاتی صاحب قبلہ فرماتے ہیں:

۱۳۸۶ھ میں اپنے استاذ محترم حضرت علامہ مولانا محمد کاظم علی مرحوم کے حکم پر دار العلوم علیمیہ دامودر پور ضلع مظفر پور میں بحیثیت مدرس مقرر ہوئے اور اس وقت آپ کے زیر تدریس بخاری شریف، مسلم شریف، بیضاوی شریف وغیرہ تھی۔ اور جب تعطیل کلاں کے موقع پر آپ اپنے وطن لہنہ تشریف لائے اور جنکپور والوں کو معلوم ہوا کہ حضرت دولت خانہ پر آچکے ہیں تو ایک عرضی نامہ لکھا گیا اراکین وممبران کے دستخط و مہر ثبت ہوئے، ماسٹر مجیب چتروی جو جنکپور مدرسہ کے مدرس تھے اس عرضی نامہ کو لیکر حضرت کے در دولت پر حاضر ہوئے چونکہ زمانہ تعلیم سے ہی آپ کا ارادہ جنکپور میں ایک مرکزی ادارہ قائم کرنا اور دین کی خدمت کرنا تھا آپ نے انشراح قلب کے ساتھ عرضی نامہ قبول فرمالیا اور اس کی پشت پر ایک منظوری نامہ تحریر فرمادیا۔ اور وعدہ کے مطابق ۲۳ رشعبان المعظم ۱۳۸۷ھ بروز پنج شنبہ بوقت مغرب جنکپور تشریف لائے۔ سبحان اللہ آپ کی آمد تھی کہ لوگوں کا دل باغ باغ ہوگیا ہر طرف خوشیوں کی لہر دوڑ پڑی، آپ نے بجھتے ہوئے چراغ کو روشن کیا، مردہ دلوں کو زندگی بخشی، مکتب میں جان آگئی، پورے علاقہ میں بہار آگیا۔ مکتب سے مدرسہ بنا، اور مدرسہ سے دار العلوم۔ (مفتی اعظم نیپال حیات وخدمات)

جامعہ حنفیہ غوثیہ میں جسے آپ نے خون جگر سے سینچا تھا کم وبیش چالیس سال صدر المدرسین، شیخ الحدیث، ناظم اعلیٰ اور سربراہ اعلیٰ کے عہدے سنبھالتے رہے۔ اور پھر حالات کے ناساز گار ہونے کے سبب اپنی خانقاہ میں قائم ادارہ جامعہ برکات النبی میں درس تدریس کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

مورخ نیپال مفتی محمد رضا مصباحی تحریر فرماتے ہیں:

نصف صدی تک آپ نے بساطِ درس وتدریس کو آراستہ اور مجالس ارشاد وتلقین کو گرم رکھا اور سیکڑوں علما نے آپ کی درسگاہ سے اکتساب فیض کیا آپ کی پہلی تقرری دار العلوم علیمیہ دامودر پور میں صدر مدرسین کے منصب پر ہوئی ایک سال بعد مدرسہ اصلاح المسلمین جنک پور کے اراکین کے پیہم اصرار پر صدر مدرسین کی جگہ پر تشریف لائے اور مدرسہ کے معیار کو بام عروج تک پہنچانے میں سرگرم رول ادا کیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کے دور اول میں ادارہ اپنے تعلیمی اقدار اور معیار کے لحاظ سے صوبہ اتر پردیش کے بہت سے ممتاز ادارہ کا ہم پلہ تھا۔

آج سے 40-30 سال قبل یہاں طلبہ کی اتنی بھیڑ ہوتی کہ رہنے کے لئے جگہ کی گنجائش باقی نہ رہتی اور مجبوراً انہیں واپس کرنا پڑتا۔ آج سے 30-25 سال قبل دوسو تک طلبہ یہاں دار الاقامہ میں رہا کرتے تھے، لائق وفائق مدرسین درس وتدریس پر مامور تھے، تعلیم درجہ فضیلت تک ہوتی تھی۔ اس زمانہ میں اس ادارہ نے بڑے بڑے نامور اہل علم پیدا کئے اور خطہ نیپال سے جہالت کو دور کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ بعد میں ادارہ روبہ زوال ہوا، تعلیمی انحطاط آیا اور اب تو اس کی حالت قابل رحم ہے۔

(نیپال میں اسلام کی تاریخ ص ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵)

فتویٰ نویسی:

آپ جامعہ حنفیہ غوثیہ میں ۲۰۱۵ء تک تدریسی خدمات پر مامور رہے، آپ افتاء وقضا کی ذمہ داریاں بھی نہایت دیانت داری کے ساتھ نبھاتے رہے۔ فتاوی کے ذریعہ اصلاح معاشرہ اور مسائل شرعیہ سے آگاہی بخشنے کے لئے آپ نے باضابطہ دار الافتا قائم فرمایا اور پھر

ملک و بیرون ملک سے آنے والے استفتا کا جواب دینا شروع کیا۔ آپ کسی بھی استفتاء کا جواب دینے سے پہلے اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ ضرور کرتے ہیں، اس کے مطالعہ سے پہلے تو آپ کسی استفتاء کا جواب نہیں دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے فتوں میں بیشتر مقامات پر فتاویٰ رضویہ کا حوالہ اور عبارت دیکھیں گے اور بعض فتوں کا آغاز اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے فتویٰ ہی سے کرتے ہیں اور ہو بہو وہی جواب آپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے تحریر کر دیتے ہیں۔ اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اعلیٰ حضرت کی تحقیق سے آپ کی تحقیق الگ ہو جائے جو کہ آپ کو پسند نہیں ہے۔ ملک نیپال میں اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ کو اپنے دارالافتا کے ذریعہ پھیلانے میں جو کردار آپ نے ادا کیا ہے وہ سونے کے پانی سے لکھے جانے کے قابل ہے، گویا کہ اپنے اس مشن کے ذریعہ حضور شیر نیپال نے رضویات جیسے اہم شعبہ کو خوب فروغ دیا اور مسلک اعلیٰ حضرت اور اس کی حقانیت سے لوگوں کو خبردار بھی کیا اور اس پر قائم رکھنے کے لئے بھرپور جدوجہد بھی کی۔

حضور شیر نیپال کاٹھمانڈو میں

حضور شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ دینی خدمات انجام دینے کے لئے مخیر حضرات کے اصرار پیہم پر کاٹھمانڈو جیسے نیپال کے سب سے بڑے شہر اور راجدھانی کا بھی انتخاب فرمایا تا کہ یہاں سے دین وسنیت کا کام انجام دیا جا سکے۔ اس حوالے سے نائب شیر نیپال مفتی احمد حسین برکاتی مدظلہ العالی روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

ملک نیپال کی راجدھانی کاٹھمنڈو کی سنی کشمیری مسجد کے کارکنوں کے درمیان اختلاف رونما ہوا اور یہ اختلاف شدت اختیار کر گیا دیگر امور میں اختلاف کے ساتھ امامت میں بھی اختلاف برپا ہوا کہ امام کون ہو یہ نہ ہو وہ نہ ہو۔ اراکین کو ایک عالم باعمل، متبع شریعت جامع الصفات صاحب تقویٰ وطہارت امام کی تلاش تھی۔ ملک کی طول وعرض میں نگاہ دوڑائی گئی مگر مذکورہ صفات کے حامل کو پانے سے نگاہ عاجز رہی۔ اس وقت اگر سب سے بڑھ کر تقویٰ وطہارت، دیانت ودینداری، شریعت وطریقت، عزت وعظمت، رفعت وکمال، شرافت

ونجابت، شوکت وطمطراقیت، اور علمی جاہ جلاہ کے حامل تھے تو وہ حضور مفتی اعظم کی ذات بابرکات تھی مگر اس وقت آپ ایک مکتب کے مدرس تھے اس کا سارا نظم ونسق، انتظام وانصرام آپ ہی کے ہاتھ میں تھا اور یہاں آپ کا ہونا بیحد ضروری بھی تھا اور زمانہ تعلیم میں اہل سنت کی خدمت واشاعت اور شجر اسلام کی آبیاری کا جو خواب اپنی آنکھوں میں سجایا تھا اسے شرمندۂ تعبیر کرنے کے لئے یہاں ہونا کتنا اشد تھا اس کا احساس آپ کو بھی تھا اور جن لوگوں نے بڑی جتن کے بعد یہاں جن امیدوں کے ساتھ دعوت دی تھی انہیں اور جملہ باشندگان جنکپور کو بھی جنہیں ایک عظیم قائد ورہبر اور عالم فعال کی تلاش تھی۔ مگر آواز سر برآوردہ حضرات کی تھی اور وہ بھی دین وسنیت حفاظت واشاعت اور امامت کی باگ ڈور سنبھال کر رونما ہونے والے اختلاف کی بھڑکتی آگ کو بجھانے کے لئے بالآخر جب کاٹھمنڈو کے چند سرخیل افراد واشخاص مثلاً ڈاکٹر محسن، الحاج سید معین شاہ، الحاج سید مخدوم شاہ، الحاج سید فیروز شاہ وغیرہ نے فریقین کو مشورہ دیا کہ شاہی جامع مسجد سنی کشمیری تکیہ کے لئے مناسب اور مذکورہ صفات کے حامل مفتی اعظم نیپال کی ذات گرامی ہے، سب لوگ اس بات پر متفق ہو گئے کہ آپ ہی کو بلایا جائے۔ چنانچہ شاہی جامعہ مسجد کشمیری کے ذمہ داران اور کارکنان دس افراد پر مشتمل ایک وفد کی شکل میں آپ کو لینے کی غرض سے جامعہ حاضر ہوئے، آپ کی بارگاہ میں عرض گذار ہوئے کہ آپ کو کاٹھمنڈو کشمیری جامع مسجد کی امامت کے لئے چلنا ہے اور وہاں کا معاملہ حل کرنا ہے آپ سے سب لوگ راضی ہیں۔ حضرت کا مقصد ایک مرکزی ادارہ قائم کرنا تھا جہاں سے مسلمانوں کی رشد وہدایت اور طالبان علوم نبویہ کو علوم شریعت کے جام سے سیراب کیا جا سکے اس لئے وہاں جانے کے لئے نذرانے یا اپنی ذاتی سہولیات کی فرمائش کی بجائے صرف یہ شرط رکھی کہ ہم اس شرط پر جا سکتے ہیں کہ آپ لوگ وہاں ایک مدرسہ چلائیں۔ ان لوگوں نے کہا ہم آپ کی اس دینی شرط سے متفق ہیں لہٰذا آپ چلیں اور مدرسہ چلائیں ہم اس میں آپ کا بھرپور ساتھ دیں گے اور فی الحال دس طلبہ کو ساتھ لے لیں، ان طلبہ کے قیام وطعام کا انتظام وانصرام ہمارے ذمہ ہوگا۔ لیکن حضرت نے بروقت پانچ ہی طلبہ کو بلایا جن میں ایک راقم السطور احمد حسین برکاتی بھی تھا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک وہاں پہنچنے پر ان لوگوں نے

وعدہ کے مطابق ان طلبہ کے خوردونوش، قیام وطعام کا انتظام تو کیا مگر ایک سال تک حضرت کی کوشش کے باوجود ادارہ کا قیام عمل میں نہ آسکا اور ادھر رمضان شریف کا مبارک مہینہ اپنی جلوہ سامانیوں اور تجلیات وبرکات کے ساتھ جلوہ بار ہوگیا۔ ختم تراویح حضرت نے پڑھائی۔

(مفتی اعظم نیپال حیات وخدمات)

بیعت:

علم ظاہر کے بعد علم باطنی کا حصول بھی نہایت ضروری ہے اس بات سے کسی کو انکار نہیں، چنانچہ حضور شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ بھی علوم ظاہری حاصل کرنے کے بعد علوم باطنی کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے اور اس مقصد کے لئے خانقاہ مارہرہ مطہرہ کا قصد کیا، جسے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نے بیعت کے لئے انتخاب فرمایا۔ آپ مارہرہ شریف حاضر ہوئے اور حضور سید العلماء سید آل مصطفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مبارک ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دے کر بیعت ہوگئے، اسی نسبت سے آپ اپنے نام کے ساتھ برکاتی لکھتے ہیں۔ یہ آپ کے پیرومرشد ہی کا فیضان ہے کہ آج آپ کو عزت، شہرت اور مقبولیت ملی ہے، انہیں کی نگاہ کریمانہ کی کرامت ہے کہ آپ کی عظمت ورفعت کی بلندی آسمان کو چھو رہی ہے، انہیں کی عنایات کا صدقہ ہے کہ آج بھی لہنہ شریف رحمت ونور کی بارش میں ڈوبا ہوا ہے۔

اجازت وخلافت:

حضور شیر نیپال اپنے پیرومرشد حضور سید العلماء سید ال مصطفی علیہ الرحمہ کے ہاتھوں میں ہاتھ دینے کے بعد اکثر وبیشتر مارہرہ شریف اپنے مرشد کی بارگاہ میں حاضری دیتے رہے، جہاں مرشد گرامی آپ کو سلوک ومعرفت کے جام پلاتے اور آپ کی روحانی وباطنی تربیت بھی فرماتے رہے۔ اور پھر آپ کو اس سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ اور دیگر سلاسل کی اجازت و خلافت بھی عطا فرمائی۔

حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کے علاوہ آپ کے چھوٹے بھائی حضور احسن العلماء سید

مصطفی حیدر حسن میاں علیہ الرحمہ نے بھی اجازت وخلافت عطا فرمائی ہے اور دوسرے سادات وبزرگوں نے بھی آپ کی دینی ملی خدمات اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت سے خوش ہوکر مختلف سلسلوں کی اجازت وخلافت دی ہے۔

زیارت حرمین شریفین

حرمین شریفین کی زیارت بہت بڑا اعزاز ہے جسے یہ اعزاز اور شرف حاصل ہوجائے وہ اپنی قسمت پر جتنا بھی ناز کرے کم ہے۔ حضور شیر نیپال کو یہ اعزاز اور شرف بھی حاصل ہوا اور ایک بار نہیں بار بار، چنانچہ ۱۴۱۳ھ، مطابق ۱۹۹۳ء، ۲۰۵۰ء بکرمی میں پہلا سفر حج وعمرہ کیا۔ دوسری بار ۲۰/شعبان ۱۴۳۴ھ مطابق ۳۰/جون ۲۰۱۳ء آساڑھ ۱۶/گتے ۲۰۷۰ء بکرمی میں عمرہ کی نیت سے اپنے چند احباب کے ساتھ سفر کیا۔ دس دن شعبان کے اور گیارہ دن رمضان المبارک کے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں گذار کر ۱۱/رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۱ جولائی ۲۰۱۳ء ساون ۶ گتے ۲۰۷۰ء بکرمی کو آپ کی واپسی ہوئی۔ پھر تیسری بار ربیع الاول ۱۴۳۷ھ میں عمرہ کا شرف حاصل ہوا۔ اور اس کے بعد قسمت نے ساتھ دیا، اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا تو چوتھی بار بہ نیت عمرہ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے شعبان ۱۴۳۸ھ مطابق مئی ۲۰۱۷ء میں حاضری دی۔

سعودی پولیس سے بحث

جب پہلی بار حج وعمرہ کی نیت سے آپ کی حاضری ہوئی اسی موقع سے سعودی پولیس سے جنت البقیع قبرستان میں زبردست بحث ہوئی اور شرطہ کو اپنی قرآنی دلیل سے خاموش کردیا۔ ہوا یوں کہ جب آپ جنت البقیع کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ شرطہ زائرین کو ھذا شرک ھذا بدعہ کہہ کہہ کر دعا کرنے سے روک رہے تھے، آپ جب فاتحہ پڑھ کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے لگے تو آپ کو بھی موتی موتی کہہ کر روکنے کی کوشش کی۔ یہ مر گئے ہیں ان کے لئے کیوں دعا کرتے ہو۔ یہ سنتے ہی آپ کو جلال آیا اور فرمایا تم

موتی یعنی قبرستان میں آرام فرما صحابہ، صحابیات اور اللہ کے نیک بندوں کو مردہ کہتے ہو جب کہ قرآن میں وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ اور وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿169﴾ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿170﴾ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿171﴾ (آل عمران) ہے قرآن تو انہیں مردہ کہنے بلکہ مردہ گمان کرنے سے بھی منع کرتا ہے اور تم انہیں مردہ کہتے ہو، کیسے مسلمان ہو۔ آپ کی ہیبت وجلال اور قرآنی دلیل سے شرطہ لرزنے لگا اور پسینہ پسینہ ہو گیا اور ہکا بکا ہو گیا۔ پھر اطمینان سے آپ نے فاتحہ پڑھا اور پھر وہاں سے رخصت ہوئے۔ پھر دوسرے دن آپ فاتحہ کے لئے جنت البقیع تشریف لے گئے مگر اس بار شرطہ کچھ نہیں بولا۔

خدمات

ملک نیپال میں اہل سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت اور اسلام کی حفاظت کے لئے آپ نے جو کارنامے انجام دئے ہیں وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں اور آپ نے اسلام کی تبلیغ واشاعت اور مسلمانوں کے عقائد کی حفاظت کے لئے وہ نمایاں کارنامے انجام دئے ہیں جنھیں رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جائے گا۔ مثلا

☆ ہندو نیپال میں کئی ایک مدرسہ قائم فرمایا

☆ کئی مقامات پر مسجدوں کی بنیاد رکھی اور عقیدت مندوں کو تعمیر مسجد میں حصہ لینے پر ابھارا بھی

☆ جہاں مکتب کی ضرورت تھی وہاں مکتب قائم فرمایا اور اسلامی بچوں کو ابتدائی دینی تعلیم دینے کے لئے سنی عالم دین کو مقرر فرمایا۔

☆ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے اپنے گاؤں لہنہ شریف میں ایک عالی شان ادارہ بنام جامعہ برکات الزہراء قائم فرمایا۔

☆ لڑکوں کی تعلیم کے لئے جامعہ برکات النبی قائم کر کے درس نظامیہ وحفظ کی تعلیم کا آغاز کیا۔

☆ جنکپور جیسے شہر میں جامعہ حنفیہ غوثیہ کی بنیاد ڈالا بلکہ پروان بھی چڑھایا اور مرکزیت کا درجہ بھی دلایا۔

حضور نائب شیر نیپال مفتی احمد حسین برکاتی فرماتے ہیں:

بحمدہ تعالی دارالعلوم کا خورشید تاباں ہمیشہ مدارترقی پر ہی رہا، مکتب کی حالت ابتر تھی، کمرہ تھا ہی نہیں، ایک ہال تھا وہ بھی خستہ، شیشی کا چراغ وہ بھی تیل کا منتظر تھا۔ ترقی ہوئی لالٹین آئی، پھر ترقی ہوئی لائٹ کا انتظام ہوا پھر ترقی ہوئی بجلی لگی۔ جگہ تنگ تھی زمین خریدی گئی اب وسیع وعریض اراضی پر جامعہ کی دو عمارت ایک دو منزلہ اور دوسری سہ منزلہ دعوت نظارہ دے رہی ہیں۔ اور جامعہ کے خوان پر دوسو سے زائد طلبہ کے خورد و نوش کا اہتمام ہے۔ بغدادی قاعدہ سے درس دینا شروع کیا تھا اور اب از ابتدا تا دورۂ حدیث کی تعلیم کا باضابطہ انتظام و انصرام ہے اور نو مدرسین اپنے اپنے فرائض منصبی کی انجام دہی میں شب و روز سرگرم عمل ہیں سبحان اللہ العظیم۔

ایں سعادت بزور بازو نیست　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(مفتی اعظم نیپال حیات وخدمات)

نوٹ: حضور نائب شیر نیپال نے جامعہ کی جو تصویر کھینچی ہے یہ اس وقت کی ہے جب حضور مفتی اعظم نیپال جامعہ میں تشریف فرما تھے۔ مگر اس وقت موجودہ حالت سابقہ حالت سے غیر ہے کہ پورا انظام جامعہ درہم برہم اور سیاست کی بھینٹ چڑھا ہوا ہے۔

☆ ملک کے مختلف علاقوں سے آنے والے شرعی مسائل حل کرنے کے لئے اور عوام اہل سنت کی مسائل شرعیہ میں رہنمائی فرمانے کے لئے دارالافتا بھی قائم فرمایا۔

☆ طلاق ونکاح مفقود الخبر جیسے مسائل کا شرعی حکم وفیصلہ نافذ کرنے کے لئے دارالقضا قائم فرمایا۔

☆ نیپال کی سرزمین پر مسلمانوں کی شان وشوکت کفار کی نظر میں بڑھانے کے لئے اور مسلمانوں کو وعظ ونصیحت کے لئے ایک عظیم الشان تاریخی جلسہ کرنا۔ اس جلسہ پر روشنی

ڈالتے ہوئے حضور نائب شیر نیپال مفتی احمد حسین تحریر فرماتے ہیں:

۱۳۹۴ھ ماہ نور ربیع الاول شریف جامعہ حنفیہ غوثیہ کی جانب سے ۲۰/۲۱/۲۲ تاریخ کو ہوا ملک نیپال کا یہ عظیم الشان تاریخی جلسہ بنام جلسۂ سرکار مدینہ ﷺ ہوا۔ جس کی سرپرستی خود بنفس نفیس سیدی و مرشدی حضور سید العلماء سند الحکماء سید آل مصطفی قادری برکاتی سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف صدر الصدور آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمائی اور صدارت جلالت العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی محدث مرآدآبادی نے اور سارا اہتمام مخدوم ذی وقار قائد ملت مفتی اعظم نیپال شیخ الحدیث الجامعۃ الحنفیۃ الغوثیہ دامت برکاتھم القدسیہ کا تھا۔ جلسۂ سرکار مدینہ میں شریک بعض مقتدر علمائے کرام کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت علامہ مولانا سید مظفر حسین صاحب کچھوچھوی سابق ایم پی
☆ حضرت علامہ مفتی عبد الواجد قادری امین شریعت بہار
☆ پیر طریقت حافظ حمید الرحمٰن صاحب پوکھریروی
☆ حضرت علامہ مولانا مفتی اسلم صاحب مقصود پور مظفر پور (بہار)
☆ محبوب العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محبوب رضا روشن القادری پوکھریروی
☆ پیر طریقت حضرت مولانا شمس الحق صاحب علیہ الرحمہ باڑاوی
☆ حضرت مولانا محمد داؤد صاحب باڑاوی
☆ حضرت مولانا محمد زبیر احمد صاحب لہنوی

اور ان کے علاوہ سیکڑوں علماء، خطباء، شعراء اور لاکھوں کی تعداد میں سامعین نے شرکت فرمائی۔ علاوہ ازیں ملک نیپال کے بڑے بڑے دانشور اور سیاست داں بھی حاضر تھے۔ یہ تاریخی سہ روزہ عظیم الشان جلسہ انتہائی خیر و خوبی، تزک و احتشام کے ساتھ صلاۃ و سلام پر اختتام پذیر ہوا۔ کثیر تعداد میں خانقاہ پھلواری کے مریدین پھلواری کی ارادت سے دست بردار ہو کر سیدی سرکار مارہرہ حضور سید العلماء رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کے دست حق پرست پر پھلواری کی ناپاک بیعت سے بیزار ہو کر تائب ہوئے اور خوشی دل سے سرکار مارہرہ کے

غلاموں، کنیزوں میں اپنا اپنا نام لکھوا کر موجودہ خانقاہ پھلواری کی بیعت سے ہمیشہ کے لئے الگ ہو گئے۔ سرکار مارہرہ نے لہنہ شریف کے بچے، بوڑھے، جوان، مرد و عورت سب کو اپنی بیعت میں قبول فرمالیا۔ (مفتی اعظم نیپال حیات و خدمات)

☆ جامعہ حنفیہ غوثیہ سے متصل لب سڑک خوبصورت، آسمان کو چھونے والی مسجد حنفیہ کی جدید تعمیر کرانا۔
☆ مسلمانوں میں پھیلے ہوئے ہندوانہ رسم و رواج کو ختم کرنے کی کوشش اور اسلامی رسم و رواج کو فروغ دینا۔
☆ بدمذہبوں سے مناظرہ و چیلنج مناظرہ کے ذریعہ لاجواب کرنا ،
☆ اعلیٰ حضرت کے فتوؤں کو اپنی تحریر کے ذریعہ عام کرنا
☆ دلوں کے زنگ دور کرنے اور خوف الٰہی پیدا کرنے کے لئے خانقاہ برکات لوہنہ شریف کی تعمیر
☆ ہر سال جلسہ برکات النبی کے ذریعہ اصلاح عقائد اور اصلاح معاشرہ کرنا
☆ سہ ماہی رسالہ ندائے برکات کا جاری فرمانا
☆ پہاڑی علاقوں کے مسلمانوں کو اسلامی تہذیب سے آشنا کرنا۔

شیر نیپال بہ حیثیت مناظر

پیر طریقت، رہبر شریعت، محافظ مسلک اعلیٰ حضرت، سلطان المناظرین حضور شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ کو اللہ تعالیٰ نے فن مناظرہ میں بھی ملکہ اور قوت عطا فرمائی ہے، حاضر جوابی، مد مقابل کے داؤ پیچ کو بروقت بھانپ کر حملہ کرنے اور ناکام کرنے کا ہنر بھی خوب رکھتے ہیں۔ آپ نے کئی ایک مناظرہ و مباحثہ بھی کیا ہے اور کئی ایک مناظرہ کا چیلنج بھی قبول فرمایا ہے مگر مخالفین آپ کا نام سنتے ہی اس قدر مبہوت و بے وہمت ہو کر رہ جاتے کہ مقابلہ کے لئے روبرو ہونے کی ہمت بھی نہیں جٹا پاتے۔ فرزندان اشرفیہ اور میدان مناظرہ مولفہ مولانا عطاء النبی لادو بیلا میں کچھ تفصیل اس قدر ہے:

مناظرہ باسوپٹی

۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹۸۳ء کو ضلع مدھوبنی باسوپٹی میں ایک مشترکہ اجلاس ہوا جس میں شیر نیپال صاحب نے میلاد وقیام کو جائز ومستحسن قرار دیتے ہوئے اسے قرآن وحدیث سے ثابت فرمایا۔ دوران تقریر جلسہ میں مولوی عین الحق بلکٹوی نائب شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ یہ کہتا ہوا بھاگا کہ ہم مناظرہ کریں گے۔ چنانچہ محفل میلاد النبی ﷺ میں سلام وقیام کا موضوع اور ۳۱ جنوری ۱۹۷۳ کی تاریخ باہمی اتفاق سے مناظرہ کے لیئے متعین کرلیا گیا۔

مناظر اہل سنت شیر نیپال اور دیوبندی مناظر مولوی عین الحق بلکٹوی کے درمیان موضوع مناظرہ پر بحث شروع ہوئی۔ کئی گھنٹے تک گفت وشنید کا سلسلہ جاری رہا بالآخر رب ذوالجلال نے اہل سنت کو عظیم الشان فتح عطا فرمائی اور دیوبندیوں کو فبهت الذی کفر کی تصویر بنادی۔ فتح مناظرہ کے بعد اسٹیج پر موجود مفتی رفاقت حسین کانپور، شارح بخاری مفتی شریف الحق، شیر بہار مفتی اسلم رضوی، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی اور مفتی محبوب رضا علیہم الرحمہ نے بالاتفاق آپ کو شیر نیپال کے خطاب سے نوازا۔

مناظرہ سومیرا ضلع مظفر پور

پس منظر : سومیرا ضلع مظفر پور ایک ایسی بستی ہے جہاں اہل حق واہل باطل دونوں جماعت کے لوگ آباد ہیں اور دونوں میں ہمیشہ کسی نہ کسی موضوع پر بحث ہوتی رہتی تھی۔ ایک روز مسئلہ اقامت پر بحث ہوئی اور بات اس قدر بڑھی کہ ایک نے دوسرے کو مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ اس طرح ''اقامت میں کب کھڑے ہوں'' کے موضوع پر مناظرہ طے کرلیا گیا۔

اور آگے : وقت مقررہ پر سنی مناظر کی حیثیت سے شیر نیپال تشریف لائے اور مولانا مطیع الرحمٰن کو دیوبندیوں نے اپنی نمائندگی کے لئے مدعو کیا۔ صبح نو بجے مناظرے کا آغاز ہوکر دو بجے ختم ہوگیا۔ دوران مناظرہ متعین موضوع کے علاوہ دیگر موضوع بھی زیر بحث آئے۔

خصوصیت کے ساتھ علم غیب پر نہایت عمدہ اور نفیس گفتگو ہوئی اور فیصلہ اہل سنت کے حق میں ہوا۔ اختتام مناظرہ پر وہابیوں نے جوتے چپل سے اپنے مناظر کی خوب جم کر خاطر تواضع کی۔

مناظرہ جنک پور

جنک پوردھام ملک نیپال کا ایک نہایت مشہور ومعروف شہر ہے یہاں ہندوؤں کے علاوہ مسلمانوں کی بھی کثیر تعداد ہے۔ دیوبندی وہابی کو یہاں سنیت کا پھلنا پھولنا اور روز افزوں ترقی کرنا کھلنے لگا۔ ان ایمان کے چوروں نے مسلمانوں کے ایمان چرانے میں اپنی کوشش تیز کردی، جس کی وجہ سے حق وباطل کے درمیان فرق میں دشواریاں ہونے لگیں۔ حق وباطل کے مابین خط امتیاز کھینچنے کے لئے ۱۳۸۸ھ کو مناظرہ طے ہوا۔ موضوع مناظرہ سنی اور وہابی میں کیا فرق ہے پر بحث کے لیے سنیوں کی طرف سے شیر نیپال کو دعوت دی گئی جب کہ وہابی نے مولوی شمس الحق بلکٹوی کو دعوت دی، مولوی بلکٹوی آئے تو ضرور لیکن صرف اپنا چہرہ دیکھا کر یہ کہتے ہوئے راہ فرار اختیار کرلی کہ جان بچے تو لاکھ پائے۔ (کیونکہ شیر نیپال ایسے عالم دین اور مناظر اہل سنت کا نام ہے جن سے مقابلہ کی تاب وہابیت کی ذریت تو کیا اس باطل جماعت کے پرکھوں میں بھی نہیں ہے، اس شیر حق کی علمی ہیبت اور رعب وجلال سے بدعقیدوں کا پتہ پانی پانی ہوجاتا ہے، جن کے نام سے ہی ایوان نجدیت میں زلزلہ آجائے ایسی شخصیت سے بلکٹوی جیسا مولوی مناظرہ کرکے اپنی موت کو دعوت کیسے دے سکتا تھا، اسی لئے راہ فرار اختیار کرنے میں ہی اس نے عافیت سمجھی)۔

مناظرہ جدوکوہا

ملک نیپال میں ایک جگہ جدوکوہا کے نام سے مشہور ہے، یہاں سنی اور وہابی دونوں آباد ہیں۔ سنیوں نے ایک مسجد تعمیر کرائی جس میں وہابیوں نے بھی کچھ مالی تعاون کیا، لیکن کسی سبب سے آپسی اختلاف رونما ہوا اور وہابیوں نے مسجد میں حصہ داری کا مطالبہ کردیا تاکہ اپنے امام کے پیچھے نماز ادا کریں، یہی اختلاف مناظرہ کا سبب بنا۔ اس میں دیوبندیوں اور

وہابیوں کے بہت علما کو دعوت دی گئی۔ جب کہ اہل سنت کی وکالت کے لئے صرف شیر نیپال کو مدعو کیا گیا(کیونکہ ایمان کے ان لٹیروں اور وہابی بھیڑیوں سے مقابلہ کے لئے ایک شیر ہی کافی تھا اور وہ شیر سنیت کی شان، مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان، کتاب وسنت کا داعی حضرت شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی ہیں، آپ کا نام سن کر پہلے وہابی مولویوں کی جان کے لالے پڑ گئے تھے، ہیبت شیر الٰہی سے پہلے خوف زدہ تھے، ان ڈاکوؤں میں مقابلہ کا تاب تو بالکل ختم ہو چکا تھا اس لئے) یہ مناظرہ بھی بغیر بحث کے ختم ہوا۔ البتہ مسجد سنیوں ہی کے قبضہ میں رہی۔

درج بالا مناظروں کے علاوہ دیگر مناظروں میں بھی آپ کی شرکت ہوئی جن میں تاریخ اور موضوع متعین ہوئے لیکن فریق مخالف کے علما آئے ہی نہیں یا آئے تو ضرور لیکن اپنے حامیوں کے گھروں میں چھپے رہے، بحث ومباحثہ تو درکنار روبرو ہونے کی جرأت بھی انہیں نہ ہوئی۔ وہ مناظرے مندرجہ ذیل ہیں (۱) موتی گیر پرسا میں حق پر کون سنی یا وہابی کے موضوع پر،(۲) کوبول ضلع دربھنگہ میں بھی اسی موضوع پر،(۳) مغل پورہ پٹنہ سٹی میں مسئلہ اقامت پر،(۴) کھرہی ٹولہ براٹ نگر میں میلاد وقیام کے موضوع پر۔

(فرزندان اشرفیہ میدان مناظرہ میں ص:۸۱-۸۲)

خلفا وشاگردان شیر نیپال کے دینی خدمات

ملک نیپال میں مختلف طریقوں سے حضور شیر نیپال کے دینی، ملی اور اصلاحی خدمات کا تذکرہ جب چھڑ ہی گیا ہے تو ایک بات اور عرض کردوں کہ آپ نے اپنے ذی علم شاگردوں کا ایک مضبوط قافلہ دین ومسلک کی اشاعت، اسلامی تعلیمات کو عام کرنے، قوم کو صراط مستقیم پر قائم رکھنے، نبی کریم ﷺ کے عشق وپیار کا جام پلانے اور باطل فرقوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے لئے تیار فرمایا، جسے آپ نے ملک کے گوشے گوشے میں پھیلایا۔ اور آپ کے شاگردوں نے ملک بھر میں خاص کر پہاڑی علاقوں میں دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت پر مسلمانوں کو قائم رکھنے اور باطل فرقوں سے دوری اختیار کروا کر جو کارنامہ انجام دیا ہے یقیناً ناقابل فراموش خدمات اور قابل ستائش کارنامہ ہیں۔ آپ کے شاگردوں نے کتابیں

تصنیف وترتیب دے کر، تنظیمیں قائم کر کے، مدرسہ ومسجد تعمیر کر کے، باطل پرستوں سے مناظرہ و بحث کر کے اور خطابت کے ذریعہ خوب مذہب اسلام کی خدمت واشاعت کی ہے۔ دارالعلوم کے علاوہ دیہی علاقوں کے مکتبوں کا بھی مورچہ سنبھال کر عظیم دینی خدمات انجام دی ہیں۔

پہاڑ کے علاقوں میں آپ کے متعدد شاگردوں اور خلفاء نے دین کی اشاعت کے لئے جو کوششیں کیں ہیں خاص طور پر حضرت مولانا محمد تسلیم الدین برکاتی کھوٹاوی اور حضرت مولانا محمد فیروز چمن برکاتی نے ضرور وہ قابل فخر بھی اور قابل تقلید بھی ہیں۔ ان دونوں شاگردان اور خلفا کے خدمات کو تاجدار نیپال میں کچھ اس طرح اجاگر کیا گیا ہے:

حضرت مولانا محمد تسلیم الدین برکاتی (کھوٹا)

نرائن گھاٹ جہاں چند بدعقیدوں نے اپنی خباثت پھیلانے کی کوشش کی تو اپنے ایک شاگرد وخلیفہ حضرت مولانا تسلیم الدین برکاتی کھوٹاوی کو مقابلہ کے لیے منتخب فرمایا جنہوں نے ان سے مقابلہ کر کے ان مولویوں کو ذلیل وخوار کر کے شکست سے دوچار کر دیا اور اہل سنت کی حقانیت کا پرچم لہرایا اور آج اس شہر میں حضور شیر نیپال کی سرپرستی میں ایک عظیم الشان ادارہ قائم ہے جہاں اسلامی عقائد وتعلیمات کا سلسلہ تاہنوز جاری ہے اور اسی ادارہ کے وسیع صحن میں ایک خوبصورت جامع مسجد بھی ہے جہاں سے رشد وہدایت کا کام بخوبی انجام دیا جار ہا ہے۔ اس شہر میں حضرت مولانا تسلیم الدین صاحب نے دین وسنیت اور حضور شیر نیپال کی ملی مسلکی مشن کے فروغ میں اپنی زندگی کے پندرہ سال گذارے اور جب تک اس شہر میں رہے سنیت کی تشہیر کے لئے دل وجاں سے ہر ممکن کوشش کرتے رہے۔ باطل سے مقابلہ میں انہیں جسمانی نقصان بھی پہنچایا گیا، زدوکوب بھی کیا گیا، گالیاں بھی دی گئیں مگر انہوں نے استقامت کے ساتھ اور پوری بہادری سے ان باطل فرقوں کا مقابلہ کیا اور سنیت کے پرچم کو سرنگوں ہونے سے بچایا۔ جس وقت آپ حضور شیر نیپال کے اشارہ وحکم پر یہاں تشریف لائے تھے اس وقت وہاں رہنے کا انتظام بھی نہیں تھا اور نہ کھانے کا۔ اس زمانے میں وہاں پل تیار نہیں تھا ناؤ سے آنا جانا ہوتا۔ پندرہ دنوں تک ہوٹل میں قیام رہا اور وہیں کھاتے

رہے اور لوگوں کو دین کی دعوت بھی دیتے رہے۔ اس وقت ایک دیوبندی مولوی وہاں تھا اس نے کہا مولانا یہاں آپ نہیں رک پائیں گے، یہاں کام کرنا بہت مشکل ہے مگر آپ نے نہیں ہاری اور اس مولوی کے دام فریب میں نہیں آئے۔ لوگوں سے ملتے رہے اور دین کی اشاعت کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے رہے اور پھر آپ کی کوشش سے آج یہاں سنیت کی شناخت بھی باقی ہے اور وقار بھی اور شان ونشان بھی موجود ہے۔

آپ کی ولادت شہر جنکپور سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر سمت مغرب میں ایک گاؤں کھوئنا میں 1370ھ مطابق 1949ء موافق 2005 بکرمی میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم نینیھی مکتب میں ایک میاں صاحب کے پاس حاصل کی، کیوں کہ آپ کے یہاں مکتب نہیں تھا۔ جب آپ کی عمر پندرہ سال رہی ہوگی تو جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں داخلہ لیا جہاں اولیٰ سے رابعہ تک کی تعلیم حاصل کی۔ بعدہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں داخلہ لے کر خامسہ تا سادسہ جماعت مکمل کی۔ اشرفیہ سے جب قاضی شمس الدین جعفری جونپور جامعہ رضویہ حمیدیہ بنارس تشریف لے گئے تو آپ بھی وہیں چلے گئے اور سابعہ و دورۂ حدیث تک کی تعلیم یہیں مکمل کر کے سند و دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

بعد فراغت باسوپٹی بازار ضلع مدھوبنی میں درس وتدریس کا کام انجام دیا اور پھر جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں حضور شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے۔ اسی دوران نرائن گھاٹ میں دین وسنیت کی اشاعت کے لئے ایک مرد مجاہد کی ضرورت محسوس ہوئی اس لئے حضور شیر نیپال نے وہاں کے لئے آپ ہی کا انتخاب فرمایا اور آپ کو وہاں دعوت وتبلیغ کے روانہ فرما دیا۔

حضرت مولانا محمد فیروز چمن برکاتی (برداہا)

دمولی، دولے گونڑا اور پہاڑ کے دیگر علاقوں میں بھی جہاں بدعقیدگی نے سر ابھارنے کی کوشش کی ہے تو آپ کے شاگرد رشید اور خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد فیروز چمن برکاتی صاحب قبلہ نے اس کی سرکوبی کے لئے ہمیشہ مستعدی سے کام لیا ہے اور مسلمانان اہل سنت

کی رہنمائی بڑی بہادری اور جرات سے کی ہے اور آج اس علاقہ میں شیر نیپال کے اس چہیتے خلیفہ کی ایسی دھاک جمی ہوئی ہے کہ بدعقیدوں کو اس علاقہ میں گھسنے کے لئے سوچنا پڑتا ہے۔ حضرت مولانا فیروز برکاتی صاحب کی پہاڑی علاقوں میں انجام دیئے گئے دینی خدمات آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں، آپ نے اس علاقہ میں سنیت کی اشاعت اور اسلامی تعلیمات کو عام کرنے اور مسلمانوں کو دین سے جوڑنے کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں اور بڑی مشقتوں کا سامنا بھی کیا ہے۔ ترائی علاقوں سے آنے والے بدعقیدوں سے ڈٹ کر مقابلہ کر کے ان کے دام مکروفریب کو ناکام بنایا، اپنی شیریں گفتاری کے ذریعہ لوگوں کو اپنے قریب کر کے دین کے احکام سے روشناس کرایا اور اللہ کے گھر کو اپنی عبادتوں سے آباد کرنے والا بنا دیا۔ جن دیہی علاقوں میں مساجد نہیں تھیں ان کا دورہ کر کے ان علاقے کے باشندوں کو برانگیختہ کیا اور مساجد تعمیر کرائی، فلک بوس پہاڑوں کو گھنٹوں پیدل چل کر بارش میں بھیگ کر طے کیا اور لوگوں کو دین وسنیت کا متوالا بنایا۔ خواتین کی اصلاح وتربیت کی تڑپ پیدا ہوئی تو مکتب کی بچیوں کی اچھی تعلیم وتربیت فرما کر اس کمی کو بھی دور فرمایا اور آج ان کی تلمیذات میں مبلغات و داعیات کی ایک ٹیم ہے جو گاہے بگاہے خواتین کا اجتماع منعقد کر کے پہاڑی خواتین کی اصلاح کا فریضہ انجام دیتی رہتی ہیں۔ پہاڑی علاقوں مولانا فیروز برکاتی صاحب کی تبلیغی سرگرمیوں، ان کی خدمات اور آپ کی شخصیت سے لوگ اس قدر متاثر ہیں کہ اہم مواقع پر آپ سے مشورہ لیا جاتا ہے اور اثر ورسوخ کا یہ حال ہے کہ آپ کو اطراف میں ثانی شیر نیپال بھی کہا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ آپ ترائی کے مہوتری ضلع کے ایک گاؤں برداہا میں جناب محمود عرف مجبول صاحب کے یہاں ۱۱ر رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ بروز جمعہ متولد ہوئے۔ مکتب سے پرائمری کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد والد محترم نے ملک نیپال کی عبقری شخصیت، شان مملکت، فخر ملت حضور شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ زیر سایہ جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں داخلہ کرا دیا، جہاں اعدادیہ تا دورۂ حدیث تک کی تعلیم حاصل کی اور شعبان ۱۴۱۹ھ میں تکمیل تعلیم کی اور دستار فضیلت سے ۲۱/ اپریل ۲۰۱۰ء میں نوازے گئے۔ مدت تعلیم مکمل کرنے کے فوراً بعد

حضور شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ نے آپ کو پہاڑ کے علاقہ دمولی میں امامت وتبلیغ دین کے لئے بھیج دیا جہاں آپ نے پوری دلجمعی اور لگن کے ساتھ اسلام کی اشاعت کی۔ زمانہ طالب علمی سے آپ اپنے اساتذہ کے منظور نظر رہے ہیں خصوصاً حضور شیر نیپال کے۔ زمانہ طالب علمی میں جب آپ اونچی جماعت کے طالب تھے نچی جماعت والے طلبہ کو پڑھانے کی آپ کو اجازت تھی اور پڑھاتے بھی تھے۔ خاص طور پر جب کوئی استاذ غیر حاضر ہوتے تو ان کے پاس کی گھنٹیاں آپ ہی سنبھالتے تھے۔ جنازہ پڑھانے اور میلاد کی محفلوں میں بھی آپ ہی کو بھیجتے تھے، مسجد کی اذان کی ذمہ داری بھی آپ بحسن وخوبی انجام دیتے رہے ہیں۔

حضرت مولانا محمد کلام الدین برکاتی (دیپراشا محلہ)

پہاڑے علاقوں میں دینی خدمات انجام دینے والے شاگردان شیر نیپال میں ایک نام حضرت مولانا کلام الدین منظری برکاتی صاحب قبلہ کا بھی ہے جو اس وقت اپنی زندگی کے تقریبا پچاس بہاریں دیکھ چکے ہیں اور اس وقت بسیہا میں گاؤں کے بچوں کو تعلیم اور مسجد کی امامت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

جنہیں حضور شیر نیپال نے دمولی ضلع تنہوں میں دین کی تبلیغ کے لئے منتخب فرما کر بھیجا، جہاں انہیں بہت سی کٹھنائیوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، مگر اسلام کا یہ مجاہد، شیر نیپال کا دیوانہ ان تمام مشکلات کا سامنا کر کے وہاں کے مسلمانوں کو دین وسنت اور اسلامی تعلیمات سے آشنا کرتے رہے مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم بڑی بہادری اور حکمت عملی سے لہراتے رہے۔ جس وقت آپ حضور شیر نیپال کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے خدمت دین کے جذبہ میں سرشار ہوکر وہاں پہنچے تھے اس وقت وہاں اہل محلہ کی طرف سے نہ رہنے کا انتظام تھا اور نہ کھانے پینے کا بندوبست تھا۔ وہاں پانی کی قلت کس قدر تھی اور اب بھی ہے اس کا احساس تو انہیں لوگوں کو ہوگا جنہوں نے اس جگہ کا دورہ کیا ہے۔ جب آپ نے دیکھا کہ یہاں رہنے کا نہ کمرہ ہے اور نہ دیگر سہولیات تو تھوڑی دیر کے لئے دل بے چین تو ہوا مگر ناکامی کا منہ دیکھنا نہیں چاہ رہے تھے اور جس مقصد کے تحت آپ کو یہاں بھیجا گیا تھا اس میں کامیابی حاصل

کرنے کا جوش آپ کے اندر تھا اس لئے سب سے پہلے آپ نے ایک روم کرایہ پر لیا اور پھر دینی کاموں میں مصروف ہوگئے اور گھر گھر جا کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے لگے، اسلام کے بارے میں بتانے لگے، اسلامی تعلیم کی اہمیت سے لوگوں کو باخبر کرنے لگے، بچوں کو قرآن شریف کی تعلیم اور دینی مسائل دلانے پر ابھارا۔ آپ کی اس محنت کا اثر یہ ہوا کہ لوگ اپنے بچوں کو آپ کے پاس دینی تعلیم کے لئے بھیجنے لگے اور اس طرح سے آپ لوگوں میں مقبول بھی ہوئے اور لوگوں کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد وہاں پر تعمیری کام بھی انجام دیا۔

پہاڑی علاقوں میں حضور شیر نیپال نے اپنے شاگردوں اور خلفاء کا لشکر دشمنان اسلام و سنیت سے نبرد آزمائی کیلئے جگہ جگہ تعینات کر دیا ہے اور یہ لشکر ایسے ایسے دشوار مقامات پر دین وسنیت کی خدمات انجام دے رہے ہیں کہ ان علاقوں کا سفر کرنا اتنا مشکل ہے کہ اس کا اندازہ انہیں لوگوں کو ہوگا جنہوں نے کبھی ان پتھریلی اور دشوار راستوں کا سفر کیا ہوا۔ ان علاقوں کے مسلمانوں، علما کی سرگرمیوں کا جائزہ آپ برابر لیتے رہتے ہیں اور موقع بہ موقع دورہ بھی فرماتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ان لشکران اسلام کو سلامت رکھے اور انہیں ان کی سعیوں کا اجر عظیم عطا فرمائے)

حضرت مولانا ہاشم برکاتی (دیپراشا محلہ)

والد محترم حضرت مولانا محمد ہاشم برکاتی ایک زمانہ سے نیپال کے مختلف گاؤں اور علاقوں میں دینی خدمات انجام دیتے آرہے ہیں، ان کی میں نے صبح دیکھی ہے، ان کی شام بھی دیکھی ہے، دین اور قوم مسلم کے لئے تڑپتے ان کے دل بھی دیکھے ہیں، سنیت کی حفاظت اور قوم کی بھلائی کے لئے حتی المقدور آپ کوشش کرتے رہے ہیں۔ مکتب کے بچوں کو ابتدائی تعلیم سے آراستہ کر کے انہیں دار العلوم میں داخلہ کروا دیتے تاکہ بڑا عالم بنیں اور دین کی خوب خدمت کریں۔ گاؤں کے لوگوں کو اپنے بچوں کو مکتب بھیجنے پر ابھارتے، بچوں کو گھر گھر سے لاکر پڑھاتے اور اسلامی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرتے۔ آپ کی کوشش سے کئی ایک عالم بن کر دین کی خدمت میں مصروف ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کا جھنڈا لہرا رہے ہیں۔

ایک زمانے کی بات ہے کہ حضور شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ نے والد محترم حضرت مولانا ہاشم برکاتی کو جنکپور سے قریب ایک دیہات سفہی میں امامت اور دینی تبلیغ کے لئے بھیجا یہ کہتے ہوئے کہ وہاں آپ جیسے مرد مجاہد کی ضرورت ہے تو فورا آپ وہاں کے لئے روانہ ہو گئے۔ سفہی ایسا کوردہ علاقہ جہاں نہ کوئی مکتب تھا اور نہ مسجد اور نہ لوگوں میں کوئی دینی جذبہ۔ مگر آپ پوری ہمت کے ساتھ دینی خدمات اور اسلامی تعلیمات عام کرنے کا عزم کر لیا اور ایک دالان میں رہ کر بچوں کو تعلیم دینے لگے اور لوگوں کو دین سے جوڑنے میں مشغول ہو گئے۔ آپ کوشش رہی کہ کسی طرح یہاں ایک مسجد تعمیر کی جائے لوگوں کو ابھارتے رہے آخر کار اللہ تعالٰی نے توفیق دی وہاں کے جناب دکھی صاحب، سکھیا صاحب اور عبد الجلیل صاحب کو جنھوں نے مکتب اور مسجد کے لئے زمین دی۔

اب اس زمین پر کھجور اور بانس کی کرچی سے مسجد بنائی اور نماز پنجگانہ اسی میں پڑھانے لگے۔ چونکہ وہاں کے لوگ غربت کی زندگی سے دوچار تھے ہاں کچھ لوگ باحیثیت تھے۔ ایک روز میٹنگ کی تمام لوگوں کو جمع کر کے مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے پر ابھارا اللہ کا شکر کہ بہت حد تک روپے کا انتظام ہو گیا اور باہر بھی کچھ چندہ کر کے اکٹھا کئے اور پھر پکی مسجد کی بنیاد ڈالی۔ مسجد کی تعمیر مزدور کے ساتھ آپ بھی کام کرتے یہاں تک کہ مسجد مکمل ہو گئی۔ اسی طرح سوہنی اور دوسرے گاؤں میں بھی آپ نے تعلیمی اور تعمیری کام کئے ہیں۔

آپ کا تعلق شاہ برادری سے ہے، آپ کے اباو اجداد شرافت وعزت میں اونچا مقام رکھتے تھے اور بڑے بزرگوں اور علما سے ان کا تعلق اور اٹھنا بیٹھنا رہا ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے:

مولانا محمد ہاشم برکاتی ابن دیدار علی شاہ بن دولت شاہ بن سومن شاہ بن حسینی شاہ بن ڈام علی شاہ۔

قابل توجہ مسئلہ

یہاں پر ایک بات کی وضاحت کر دینا بہتر ہوگا کہ آپ کا تعلق شاہ برادری سے ہے

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے مگر شاہ برادری کا وہ مطلب نہیں جو بہار و نیپال کے مسلمانوں میں مشہور ہے اور شاہ برادری کے کچھ نا اہلوں نے اسے اپنا پیشہ بنا لیا۔ اور وہ یہ کہ شاہ برادری اور فقیر برادری کو ایک ہی سمجھا جاتا ہے اور خیرات وصدقات لینے والی قوم تصور کیا جاتا ہے اور اسی کا غلط فائدہ کچھ لوگ اٹھا کر علاقہ میں مانگتے بھی ہیں۔ یہ قطعی غلط ہے کیونکہ شاہ یہ معزز لوگوں کا خطاب ہے اس کا فقیر برادری سے یا مانگنے والی قوم وقبیلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور جو لوگ اس کا غلط مفہوم اخذ کر کے مانگنے کا پیشہ اختیار کیے ہوئے ہیں انہیں شرم آنی چاہئے اور اپنی اس حرکت سے باز آنا چاہئے۔ حدیث میں بے عذر شرعی بھیک مانگنے پر وعید آئی ہے اور ایسی حرکت و پیشہ اختیار کرنے والے شرعا مجرم و گنہگار ہیں۔ جو لوگ مالک نصاب ہونے کے باوجود محض برادری کے نام پر خیرات وصدقات وصول کر کے اپنا پیٹ بھرتے ہیں وہ مفتی شبیر قادری پاکستان کے اس فتوٰی کو بغور پڑھیں اور دیکھیں کہ وہ جو کر رہے ہیں وہ درست ہے؟ چنانچہ مفتی صاحب اپنے ایک فتوٰی میں تحریر کرتے ہیں:

بھیک مانگنا اور بھیک مانگنے کو پیشہ بنانا اسلام میں قطعاً ممنوع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیک مانگنے کی نہ صرف ممانعت کی ہے بلکہ اس کے خاتمے کے لیے عملی اقدامات بھی اٹھائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہارے گھر میں کوئی چیز ہے؟ اس بت عرض گزار کیا: کیوں نہیں ایک کمبل ہے جس کا کچھ حصہ ہم اوڑھتے اور کچھ حصہ بچھاتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس سے پانی پیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دونوں چیزیں لے آؤ۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ دونوں چیزیں لے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو اپنے دست مبارک میں لے کر فرمایا: ان دونوں کو کون خریدتا ہے؟ ایک آدمی نے کہا: میں انہیں ایک درہم میں لیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ ایک درہم سے کون زیادہ دیتا ہے؟ ایک آدمی نے کہا کہ میں ان دونوں کو دو درہم میں لیتا ہوں۔ آپ نے دونوں چیزیں اسے دے دیں اور دو درہم لے

لیے۔ وہ دونوں انصاری کو دے کر فرمایا کہ ان میں سے ایک کا اناج خرید کر اپنے گھر والوں کو دے دو اور دوسرے درہم کی کلہاڑی لا کر میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ لے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں اپنے دست مبارک سے دستہ ڈالا، پھر اس سے فرمایا کہ جاؤ لکڑیاں کاٹو اور بیچو اور پندرہ روز میں تمہیں نہ دیکھوں۔ وہ آدمی گیا، لکڑیاں کاٹتا اور بیچتا رہا پھر جب وہ حاضرِ بارگاہ ہوا تو اس کے پاس دس درہم تھے۔ بعض کا کپڑا اور بعض کا اناج خرید لیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ روزِ قیامت تمہارے چہرے پر سوال کرنے کا داغ ہو کیونکہ تین آدمیوں کے سوا دست سوال پھیلانا درست نہیں ہے:

لِذِي فَقْرٍ مُدْقِعٍ أَوْلِذِی غُرْمٍ مُفْظِعٍ أَوْلِذِی دَمٍ مُوجِعٍ.

ایسا شخص جسے فقر وفاقہ خاک نشین کر دے، جو شدید قرض میں گھر گیا ہو اور وہ جو مجبور کر دینے والے خون بہا میں پھنس گیا ہو۔ (أبي داود، السنن، باب كتاب الزكاة، ما تجوز فيه المسألة، 2: 120، رقم: 1641، بيروت: دار الفكر)

نبی کریم ﷺ نے ایک مقام پر بھیک مانگنے کی ممانعت ان الفاظ میں کی ہے:

اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نیچے والے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہے اور (خرچ کرنے کی) ابتدا ان لوگوں سے کرو جن کی کفالت تمہارے ذمے ہے۔ بہترین صدقہ وہ ہے جو تونگری کے بعد (یعنی اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد) ہو اور جو سوال سے بچنا چاہے اللہ اسے بچا لیتا ہے اور جو لوگوں سے بے نیازی اختیار کرے اللہ اسے بے نیاز کر دیتا ہے۔

(بخاری، الصحیح، کتاب الزکاۃ)

اسلام چاہتا ہے کہ صاحبِ حیثیت افراد اپنے ارد گرد کے لوگوں کا خیال رکھیں، حقدار کی بغیر مانگے مدد کریں تا کہ ضرورت مندوں کو بازاروں، چوکوں، چوراہوں میں مانگنا نہ پڑے۔ ہمارے معاشرے میں پھیلے ہوئے غربت وافلاس کے سائیوں نے نہ صرف ضرورت مندوں کو ہاتھ پھیلانے پر مجبور کر دیا ہے بلکہ پیشہ وروں نے بھی بھکاریوں کا روپ دھار لیا ہے۔

میرے والد محترم نے اس پیشہ کو اختیار کرنے والے لوگوں کی اصلاح کی بڑی کوشش

کی اور بہت حد تک آپ اس میں کامیاب بھی رہے، آپ نے بتایا کہ شاہ برادری کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ بھیک مانگنے والی قوم ہے، صدقات وخیرات اور کفن کے کپڑے جمع کرنے والا قبیلہ ہے۔ شاہ برادری کوئی ایسی ذات یا برادری نہیں ہے جسے تحقیر کی نظر سے دیکھا جائے محض اس بنیاد پر کہ وہ بھیک مانگنے والی قوم ہے۔ جس نے یہ مشہور کر رکھی ہے وہ بہت بڑی غلطی پر ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ رب العزت میرے والد صاحب کی عمر میں بے پناہ برکت عطا فرمائے۔ آپ کو حضور شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ نے ۲ / مئی ۲۰۱۹ء کے جلسۂ برکات النبی میں اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ اور ۲۰۱۹ء عیسوی میں آپ نے حج خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

شیر نیپال کی تصنیفی خدمات

حضور شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ نے دین وسنیت کی تبلیغ اور مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں، اب تک جتنی کتابیں آپ کے مبارک قلم سے تحریر ہوئی ہیں مطبوعہ اور غیر مطبوعہ جملہ تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے:

(۱) فتاوی برکات اول تا نہم (۲) شان مصطفی (۳) احسن الکلام فی رد القرأۃ خلف الامام (۴) بیس رکعت تراویح دلائل کی روشنی میں (۵) کعبہ یا مزار آدم علیہ السلام (۶) طلاق کے دو اہم باب (۷) اذان خطبہ اور اقامت کے مسائل (۸) بدمذہبوں کے پیچھے نماز کا حکم (۹) ہدایت کا راستہ (۱۰) داڑھی کی شرعی حد وحیثیت (۱۱) وبال ان گناہوں کا (۱۲) اصلاح العقائد (۱۳) مانع حمل دواؤں کا شرعی حکم (۱۴) القدس فی التاریخ (۱۵) الحضارۃ الاسلامیہ (۱۶) السلام فی الاسلام (۱۷) حفظ الدین فی الطاعۃ النبویہ (۱۸) تذکرۃ الجیش (۱۹) تحفۂ برکات (۲۰) توہین رسول سنگین جرم (۲۱) بدمذہب اور ان سے رشتہ کا حکم (۲۲) پیغام برکات۔

نماز سے محبت

نماز اللہ تعالیٰ کی عظیم عبادت اور اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ قرآن واحادیث میں نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنے کا حکم بڑی تاکید کے ساتھ آیا ہے اور اس پر ملنے والے اجر وثواب کو بھی بیان کیا گیا ہے اور اس کو چھوڑ دینے پر عذاب ووعید اور گناہ وتباہی کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ اللہ والے وہ ہیں جو نماز سے سچی محبت رکھیں اور اسے وقت پر پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ حضور شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ کو نماز سے بیحد محبت ہے، وقت پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ کسی بھی حال میں نماز چھوڑنا یا بے وقت پڑھنا آپ کی عادت وخصلت نہیں ہے۔ سفر ہو یا حضر ہر جگہ آپ نماز اس کے وقت پر ادا کرتے ہیں۔

۳۱ر دسمبر ۲۰۱۷ء کا واقعہ ہے کہ آپ بڑا کھریانی پروگرام سے لہان تشریف لے جارہے تھے ابھی کھریانی سے نکلنا ہی چاہ رہے تھے کہ معلوم ہوا کہ اورنگ کے حمزہ صاحب کے والد کا انتقال ہوگیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اب لہان کی بجائے پہلے اورنگ چلنا چاہئے اور جنازہ میں شرکت کے بعد لہان چلیں گے۔ اورنگ حضرت تشریف لے گئے کافی تھکاوٹ مسلسل سفر کی وجہ سے ہوگئی تھی اور ٹھنڈک بھی لگ گئی تھی۔ وہاں پہنچنے کے بعد سب سے پہلے آپ نے وضو فرمایا اور اذان واقامت کے ساتھ باجماعت نماز ظہر ادا کی۔ پھر جنازہ میں شرکت کے بعد لہان کے لئے روانہ ہوئے۔ کافی تھکاوٹ تو تھی اور راستہ میں بخار کا بھی حملہ ہوگیا اور آپ کراہنے لگے۔ حاجی غلام یٰسین صاحب کو فون کردیا گیا کہ حضرت کی طبیعت ناساز ہے پہلے ڈاکٹر سے وہاں دیکھا دیا جائے انہوں نے کہا گھر پر ہی ڈاکٹر بلوا لیتے ہیں سیدھا میرے غریب خانہ پر حضرت کو لے کر پہنچئے۔ وہاں پہنچے تو حاجی صاحب نے عرض کیا حضور ڈاکٹر بلا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا پہلے جانماز بچھاؤ نماز پڑھنے کے بعد بیماری ختم ہو جائے گی۔ آپ نے سب سے پہلے نماز عصر ادا کی۔ نماز کے بعد الحمد للہ آپ کو بہت حد تک راحت ملی۔ ڈاکٹر آیا چیک کیا اور دوا وغیرہ دیا۔

اکتوبر ۲۰۰۸ء میں لوکہا ایک پروگرام میں تشریف لے جارہے تھے۔ لہر نیا میں عصر کا وقت ہوگیا، ایک معتقد کے دروازہ کے سامنے گاڑی رکوائی ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد مسنون طریقے پر وضو فرمایا اور پھر جماعت کے ساتھ نماز عصر ادا فرمائی اور کچھ دیر ملاقاتیوں سے ملاقات وبات کے بعد لوکہا کے لئے روانہ ہوگئے۔

۱۰ر محرم الحرام ۱۴۳۹ھ کو لہان کے نوجوانوں کی طرف سے ایک جلسہ بنام ذکر شہداء کربلا کانفرنس ہوا جس کی سرپرستی وصدارت حضور شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ ہی کے حوالے تھی۔ بڑے دھوم دھام اور تزک واحتشام کے ساتھ جلسہ منعقد ہوا، لہان میں برسوں سے تعزیہ داری کی بدعت مروج تھی نوجوانوں نے اپنے شہر کے علماء کی مدد سے حضور شیر نیپال کی دعا سے اس بدعت کو بند کروا کر اس کی جگہ شہداء کربلا کی یاد میں جلسہ منعقد کیا تھا جس میں خرچ کم اور فائدہ زیادہ۔ کثیر تعداد میں سامعین موجود تھے اور تین بجے رات تک موجود رہے۔ آپ شرکت کے لئے عصر کی نماز پڑھ کر لہان کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں نماز مغرب کا وقت ہوگیا۔ جب گاڑی بریندر بازار میں پہنچی تو گاڑی رکوا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کی اور تمام اوراد ووظائف سے فراغت کے بعد پھر عشا سے پہلے لہان تشریف لائے۔

ایک بار حضرت مولانا محمد مصلح الدین برکاتی بیراوی نے اپنے گاؤں میں ایک جلسہ بنام شیر نیپال کانفرنس رکھا جس میں شرکت کے لئے آپ ٹرین سے جے نگر پہنچے۔ مغرب کا وقت ہوگیا تھا آپ حضرت مولانا مفتی عبدالحفیظ کے یہاں پہنچے اور نماز مغرب جماعت کے ساتھ ادا فرمائی پھر بیرا کے لئے روانہ ہوگئے۔ ابھی کچھ ہی دور گئے ہوں گے کہ جس گاڑی پر جے نگر سے بیرا جارہے تھے وہ خراب ہوگئی۔ آپ گاڑی میں ہی بیٹھے رہے اور ذکر واذکار میں مصروف رہے۔ جب گاڑی بن گئی تو پھر بیرا تشریف لے گئے جہاں دیوانوں نے استقبال کیا۔

تلاوت قرآن اور درود شریف سے شغف

اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کے حبیب ﷺ کی بارگاہ اقدس میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کرنا بڑی سعادت اور خوش نصیبی کی بات ہے، جسے یہ سعادت مل جائے وہ اپنی قسمت پر جتنا

بھی ناز کرے کم ہے، اس کی دنیا بھی سنور جاتی ہے اور عقبیٰ بھی۔ اس کے درجات میں ترقیاں ہونے لگتی ہیں اور اسے محبوبیت کی سند بھی حاصل ہوجاتی ہے۔ اللہ والے، مصطفی والے اللہ و رسول کے ذکر سے محبت کرتے ہیں اور اپنی زبان ذکر اللہ اور ذکر مصطفی میں تر رکھتے ہیں۔

حضور شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ کو بھی ذکر اللہ اور ذکر مصطفی سے بیحد پیار اور لگاؤ ہے، قرآن کی تلاوت، شیخ طریقت، مرشد گرامی حضور سید العلما علیہ الرحمہ کی طرف جن اوراد و وظائف کی اجازت ملی ہے انہیں ورد میں رکھنا اور حضور رحمت عالم ﷺ پر درود بھیجنا آپ کا ایسا مشغلہ اور وظیفہ ہے کہ چلتے اٹھتے، بیٹھتے سوتے، سفر و حضر ہر حال میں جاری رکھے رہتے ہیں۔ ہر روز بعد فجر بلا ناغہ قرآن شریف، تسبیح و تہلیل اور درود شریف کرتے ہیں۔

جب آپ پہلی بار حج کے لئے تشریف لے گئے تو حرم شریف میں ایک ہی نشست میں پورے قرآن شریف کی تلاوت کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت حافظ غلام مرتضی برکاتی لہنوی کا بیان ہے کہ کئی ایک بار حضرت کے ساتھ ناسک جانا ہوا میں نے دیکھا کہ آپ جب ٹرین سوار ہوتے تو دعا پڑھ کر سوار ہوتے اور جب اپنے سیٹ پر بیٹھ جاتے تو پورا سفر قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہتے۔

جب کہیں آپ دعوت میں تشریف لے جاتے ہیں تو گاڑی پر بیٹھنے کے بعد آپ تلاوت قرآن شریف اور اوراد و وظائف میں مشغول رہ کر پورا سفر طے کرتے ہیں۔

بزرگوں سے عقیدت ومحبت

حضور شیر نیپال سادات کرام اور ہم عصر علماء و مشائخ سے بیحد محبت فرماتے ہیں اور غایت درجہ ان کا ادب واحترام کرتے ہیں۔ کسی بھی بزرگ اور عالم باشرع سے کبھی نہ نفسیاتی اختلاف رکھا نہ کسی مشائخ سے دوری وحسد۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہند و نیپال کے سادات و مشائخ بھی آپ کی قدر کرتے، محبتوں کا اظہار فرماتے اور خلوت وجلوت میں آپ کا ذکر بھی کرتے۔ حضور سید العلماء، حضور احسن العلماء، حضور حافظ ملت، علامہ عبد الرؤف بلیاوی، مجاہد دوراں سید مظفر حسین کچھوچھوی، سید ملت حضور نظمی میاں، علامہ ارشد القادری، بحر العلوم

مفتی عبد المنان اعظمی، تاج الشریعہ، حضرت قمر رضا، منانی میاں، سمنانی میاں، شمس الاولیا مفتی شمس الحق رضوی باڑا لہوریا اور شیر بہار حضرت مفتی محمد اسلم رضوی علیہم الرحمۃ والرضوان وغیرہم سادات ومشائخ اور فقہاء عظام آپ سے بیحد محبت فرماتے اور ان نفوس ذکیہ سے آپ کے بڑے گہرے روابط تھے۔ اور آپ ان مشائخ کرام سے اتنی عقیدت ومحبت کرتے جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا، بڑا ادب کرتے اور تعظیم وتوقیر سے پیش آتے تھے۔ اپنے استاذ کا اتنا ادب واحترام کرتے تھے کہ ان کے سامنے ضرورت سے زیادہ کلام نہیں کرتے۔

ایک بار حضرت بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ سارسر ضلع سرہا میں ایک پروگرام میں تشریف لائے ہوئے تھے اور آپ بھی اس جلسہ میں شریک تھے بلکہ اس جلسہ کے روح رواں آپ ہی تھے۔ حضور بحر العلوم کی تقریر ہونی تھی اور آپ کی بھی۔ مگر ادب واحترام اور تعظیم ومحبت کی ایسی مثال آپ نے پیش کی کہ دیکھنے والے، سننے والے دنگ رہ گئے۔ ہوا یوں کہ حضور بحر العلوم کی تقریر پہلے ہوگئی اس کے بعد حضور شیر نیپال کو خطاب کی دعوت دی گئی مگر آپ ایک لفظ بولنے کے لئے تیار نہیں ہوئے اور فرمایا کہ میں اپنے استاذ کی تقریر کے بعد کچھ بولنا خلاف ادب اور سوء ادب تصور کرتا ہوں، میرے اندر مجال نہیں کہ میں ان کے بیان کے بعد کچھ بولوں۔ استاذ محترم نے اپنی تقریر میں کوئی کسر نہیں چھوڑی کہ مزید کچھ عرض کرنے کے لئے ایک شاگرد کھڑا ہو، بس میرے استاذ محترم کی تقریر کافی ہے۔

ذکر مرشد:

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی دامت برکاتہم القدسیہ کو بیعت و اجازت کا شرف مرشد کامل، عارف باللہ حضور سید العلما علیہ الرحمہ سے حاصل ہے، جن کے فیوض وبرکات سے آپ آج اس مقام کو پہنچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرف ومجد اور عزت و عظمت عطا فرمائی ہے یہ آپ کے پیر ومرشد کی نگاہ عنایت کا صدقہ اور کرامت ہے۔ پیر و مرشد آپ سے بیحد پیار، محبت کرتے تھے اور آپ کی اولاد بھی۔ اس لئے حضور شیر نیپال کا ذکر جمیل ہو اور آپ کے پیر ومرشد کا ذکر نہ ہو یہ اس ناچیز کے لئے مناسب نہیں۔ اس لئے یہاں

آپ کے پیرومرشد گرامی کا ذکر بھی کیا جارہا ہے۔ جس کے لئے اس فقیر نے مولانا مبشر قادری کا یک مضمون ان کے شکریہ کے ساتھ من وعن پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔

نام: سید آل مصطفی اولاد حیدر بن سید آل عبا، بشیر حیدر قادری مارہروی قدس سرہٗ

ولادت: ۲۵ رجب المرجب ۱۳۳۳ھ/ ۹ جون 1915ء بروز بدھ، مارہرہ مطہرہ، ضلع ایٹہ انڈیا۔ عرفی نام: حضرت علامہ حافظ حکیم سید شاہ، سید میاں صاحب۔

لقب: سید العلماء، سند الحکماء

بیعت و خلافت: نانا جان حضور سید شاہ ابوالقاسم اسماعیل حسن شاہ جی میاں قدس سرہٗ

وصال: ۱۲ جمادی الاخری ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ وہ نام ہے جہاں ایک چھت کے نیچے سات سات اقطاب آرام فرما ہیں انہیں سرکاروں میں ایک نام سید شاہ آل مصطفی سید میاں قدس سرہٗ کا ہے یہ وہ نام ہے جن کی پیدائش پر ان کے نانا جان و مرشد حضور سید شاہ اسماعیل حسن شاہ جی قدس سرہٗ نے فرمایا: ''نومولود حافظ، قاری، عالم، مولوی، مفتی ہو، صاحب فضل و کمال ہو۔ زمانے کا مقتدا حکیم روحانی جسمانی ہو۔'' لادت والے دن نانا جان نے اپنے روزنامچے میں اپنے پیارے نواسے کی پیدائش کی کیفیت تحریر فرمائی پھر تقریباً آدھے صفحے میں نومولود کو اپنی بیش بہا دعاؤں سے نوازا۔ ان کے مرشد اعظم کی زبان فیض ترجمان سے جو نکلا مقبول بارگاہ الٰہی ہوا اور وہ اپنے مرشد کریم شاہ جی میاں کی چلتی پھرتی جیتی جاگتی کرامت تھے۔

مارہرہ مطہرہ کا چشم و چراغ جب چار سال چار ماہ چار دن کا ہوا تو نانا شاہ جی میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے پورے شرعی اہتمام سے تسمیہ خوانی کا جشن کیا۔ حضرت نظمی میاں لکھتے ہیں:

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دستِ مبارک کی تحریر کی ہوئی بسم اللہ شریف ہمارے خاندان میں موجود ہے۔ سب اسی کو سامنے رکھ کر بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ حفظ قرآن سات آٹھ برس کی چھوٹی سی عمر میں والدہ ماجدہ اور حافظ عاشق علی صاحب برکاتی اور حافظ سلیم الدین صاحب علیہ الرحمۃ سے مکمل کیا۔ فارسی کی پہلی کتاب اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھی۔ نانا جان اور خالو محترم سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب علیہ الرحمۃ سے علوم درسیہ مروجہ کا

اکتساب کیا۔ تفسیر قرآن، علمِ حدیث، منطق، علمِ کلام، صرف ونحو اور ادب میں کمال اجمیر مقدس میں حضور صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی صاحب سے حاصل کیا۔ مولوی عالم (دینیات میں پوسٹ گریجویشن کی ڈگری کے برابر) کی سند پنجاب بورڈ سے حاصل کی، طبیہ کالج، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ادویہ ہندی و یونانی اور عمل جراحی میں ڈی آئی ایم ایس میں ڈپلومہ لیا۔

تنظیمی خدمات اور تصلب فی الدین: ۱۹۴۹ میں آپ نے مارہرہ مطہرہ چھوڑا اور بمبئی کو اپنا وطن بنالیا اور ۲۵ سال تک وہاں دین کی خدمت تحریر، تقریر و تبلیغ کے ذریعے انجام دیتے رہے۔ یہاں کی جماعت ''بکر قصابان'' نے سید العلماء کو بمبئی کی مسجد ''کھڑک'' کی امامت کی پیش کش کی جو آپ نے قبول کر لی۔ ۱۹۵۸ میں آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کی تاسیس عمل میں آئی جس کا مقصد مسلمانوں کے دینی مذہبی سماجی اور سیاسی مسائل حل کرنا تھا۔

سید الخطبا: اپنے وعظوں میں سراسر علم کرتے تھے بیان شاہ اقلیم خطابت حضرت سید میاں (نظمی میاں) آپ سید الخطباء اور امام المقررین تھے آپ کے خطابات کی دھوم پورے ملک میں تھی آپ نے خطابت کے ذریعے نہ صرف قوم کی اصلاح فرمائی بلکہ احقاق حق کے ساتھ باطل کا ابطال فرمایا۔ حضرت مفتی مظفر احمد قادری بدایونی آپ کی خطابت کی تصویر کشی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

سرکار سید العلماء، سند الحکماء قدس سرہٗ کی ذات ستودہ صفات سے کون واقف نہیں کون نہیں جانتا کہ خطابت و بلاغت کا یہ شہسوار جس وقت منبر پر رونق افروز ہوتا تو زمین کی خوش بختی پر آسماں کے تاروں کو بھی رشک ہوتا۔ زور بیانی پہ جس وقت اتر جاتا تو فارابی و ارسطو کے ماتھے پر بھی پسینہ آجاتا، حاضر جوابی ایسی کہ ہزاروں لاکھوں کے مجمع پر کنٹرول کرلینا ان کا ادنیٰ کام تھا آپ کی ایک آواز پر حاضرین گوش برآواز ہوجاتے تھے۔ حضرت شارح بخاری قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

حضرت سید العلماء قدس سرہٗ خطابت میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ دلکش بلند آواز، ساحرانہ طرز بیان، نکات و دقائق سے بھرپور، ایسی کہ گھنٹوں سنتے رہیے مگر جی نہ بھرے۔

فتویٰ نویسی: جن کے فتوؤں نے مچائی دھوم ہند و پاک میں صاحب علم و

فضیلت حضرت سید میاں (نظمی میاں) حضرت سید شاہ نظمی میاں دام ظلہ العالی آپ کی فتویٰ نویسی کے متعلق فرماتے ہیں:

سید میاں نے فتویٰ نویسی میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی سنت پر عمل کیا وہ جب تک کسی مسئلے کی گہرائی کو نہ سمجھ لیتے اس وقت تک کوئی حکم نہ لگاتے 'سید العلماء نے ہزاروں فتاویٰ قلمبند کئے چونکہ مفتیان کرام اپنے فتووں کی نقلیں تیار کر کے رکھتے ہیں تا کہ زندگی کے کسی موڑ پر فتاویٰ کا مجموعہ شائع کر سکیں مگر سید میاں نے کبھی اس طرف توجہ نہیں دی۔ سید میاں کے کاغذات میں بہت کم فتووں کی نقلیں ملیں ورنہ آج ہمارے پاس قانون شریعت کا ایک بڑا خزانہ موجود ہوتا۔

قلمی نگارشات: حضور سید العلماء کو دیگر علمی، تبلیغی، اور فلاحی امور نے تصنیف کا بہت کم موقع دیا مگر پھر بھی آپ کے رشحات قلم سے مزین ہو کر چند نگارشات منصۂ شہود پر آئیں جو آپ کی عالمانہ اور ادیبانہ شان کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ درج ذیل نگارشات آپ کی تحریری یادگار ہیں۔ (۱) فیض تنبیہ (۲) نئی روشنی (۳) مقدس خاتون (۴) خطبہ صدارت (۵) سیرت خواجہ غریب نواز۔

حضور سید العلماء اور دربارِ خواجہ علیہ الرحمۃ حضور سید العلماء سیدنا خواجہ غریب نواز کے دربارِ عالی آستانۂ پاک اجمیر شریف لے جاتے۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ بعد نمازِ عشاء حضور سرکار سیدنا خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں حاضری، سلام و فاتحہ کے بعد اندر گنبد شریف روضہ مبارک کے قریب ایک گوشہ میں بیٹھ کر حرز یمانی طریقۂ خاندانی و اوراد مخصوصہ کا ورد ادا فرماتے۔ وہاں کے خادمین آپ کا بہت احترام کرتے اور وہ مزار مقدس کی خدمت شریف کے بعد باہر بیٹھ جاتے اور سید العلماء کے جانے کے بعد روضۂ مبارک مقفل کرتے تھے۔

خلیفہ و جانشین

صاحبزادہ حضرت علامہ مولانا سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی

غروب آفتاب: آپ کا وصال پر ملال ساٹھ برس کی عمر میں ۱۰ اور ۱۱ جمادی

الاخری ۱۳۹۴ھ کی درمیانی شب یکم جولائی ۱۹۷۴ء، گیارہ بج کر ۴۰ منٹ بروز پیر ہوا۔ مزار پرانوار درگاہ خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ شریف ضلع ایٹہ انڈیا میں رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

تاثرات مشائخ و اکابر علمائے اہل سنت

☆ حضور حافظ ملت علامہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان بانی جامعہ اشرفیہ مبارکپور (یوپی) فرماتے ہیں:

مولانا جیش محمد صدیقی ایک قابل عالم دین ہیں ان سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اس علاقہ میں ان کے ذریعہ سنیت کی تبلیغ و اشاعت ہوگی"۔ (جلسہ سرکار مدینہ کانفرنس منعقدہ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ)

☆ حضرت علامہ سید آل رسول حسنین میاں نظمی برکاتی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

جب مجھے معلوم ہوا کہ میرے والد ماجد حضور سید العلماء اپنی حیات ظاہری کے آخری دور میں نیپال کے دورے پر تشریف لائے، جہاں سے جانے کے بعد میرے ابا کا انتقال ہو گیا وہ آخری دورہ تھا میرے والد ماجد کا۔ میں نے سوچا کہ ابا نے نیپال کو کیوں چنا؟ نیپال بھر میں شیر نیپال کو کیوں چنا؟ تو جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ ایک مصطفیٰ نے صدیق کو چنا تھا تو آل مصطفیٰ نے صدیقی کو چنا۔ تو وہ ابا کا انتخاب میرے والد ماجد کا انتخاب، آبروئے خانوادۂ برکات کا انتخاب یقینا ایسا ویسا نہیں ہو سکتا۔ اور میں آپ سب حضرات کو گواہ بنا کر آج اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ حضور جیش محمد صدیقی صاحب شیر نیپال کی مخالفت کرنے والا ہم برکاتیوں کا مخالف ہے، وہ خاندان برکات کا مخالف ہے، ہمارا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ اور میں مفتی صاحب کو یہ بھی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ مفتی صاحب آپ اپنا مشن آگے بڑھاتے رہئے پورا خاندان برکات آپ کی پشت پر ہے، آپ کا پسینہ جہاں گرے گا میرا خون وہاں گرے گا۔ سید کا خون سستا نہیں ہے اور سیدوں میں بھی نظمی کا خون بہت اعلیٰ ہے۔ میرے خون کا گروپ (NEGATIVE 0) ہے۔ ایک ہزار آدمی میں ایک آدمی کا ملتا ہے بس۔ اتنا مہنگا خون رکھتا ہوں اپنی رگوں میں۔ نبی کا خون تو ہے ہی مہنگا لیکن اس خون

میں بھی مہنگا ترین خون میرا ہے اور وہ آپ کی نذر ہے۔جس وقت آپکو ضرورت ہو نظمی کی اولاد آپ پر قربان ہے۔میں سپوت ہوں کپوت نہیں ہوں۔میرے باپ نے آپ کو اپنایا ہے تو یہ میرا فرض ہے کہ میں آپ کو اپناؤں۔اور دوسری بات یہ ہے کہ باپ کے اپنانے سے کچھ نہیں ہوتا، باپ کے اپنانے سے ہی کچھ نہیں ہوتا آپ کو تو باپ کے باپ نے یعنی ہم سب کے باپ نے اپنایا ہے، حبیب کبریا آپ کے ساتھ ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کا ساتھ دے رہا ہے۔یہ خوش قسمتی ہر ایک کے حصے میں نہیں آتی۔لوگ تو بہت گھوم رہے ہیں، مفت کے مفتی بھی گھوم رہے ہیں۔

جانے کیسے کیسے، ایسے ویسے ہوگئے
ایسے ویسے ، کیسے کیسے ہوگئے

(جلسہ برکات النبی کا خطاب منعقدہ ۲۰۔۲۱ اپریل ۲۰۱۰ء)

☆ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا علیہ الرحمہ نے فرمایا:

حضرت شیر نیپال جیش محمد یہ تنہا ایک آدمی ہیں، یہ جیش محمد ہیں جیسا ان کا نام ہے وہ اپنے نام کے مطابق جیش محمد ہیں۔محمد کا لشکر ہیں، محمد رسول اللہ کے دین کے سپاہی نہیں بلکہ دین کے لشکر ہیں۔یہ جوانہوں نے اس دیار میں پہچان مسلک اعلیحضرت کی قائم کررکھی ہے اس پہچان کو آپ لوگ بھی قائم رکھیں۔اور انہوں نے مسلک اعلیحضرت کا جو جھنڈا بلند کیا ہے اس جھنڈے کے نیچے رہو۔آج جو ان کے جھنڈے کے نیچے رہے گا کل وہ محمد رسول اللہ کے جھنڈے کے نیچے رہے گا۔

☆ قائد اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ جمشید پور نے جمشید پور میں حضرت شیر نیپال کی آمد کے موقع پر فرمایا:

ملک نیپال میں مسلک اعلیٰ حضرت کا تنہا پاسبان شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی صاحب ہیں۔

☆ حضور جمال ملت علامہ جمال رضا خاں صاحب قبلہ (بریلی شریف) بیل بانس نیپال کی سرزمین پر منعقد جلسہ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

قطب مدینہ کے شہزادے مولانا فضل الرحمن رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک

سلسلہ صرف چار واسطوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے جا ملتا ہے۔تو اس سلسلے کی خلافت وا جازت شیر نیپال کو عطا فرمائی۔یہ سلسلہ معمریہ ہے تو سلسلہ معمریہ کی تو الحمد للہ اس فقیر کو بھی اجازت، شیر نیپال کو بھی اجازت۔شیر نیپال کا دامن پکڑو گے تو مصطفی کی بارگاہ میں غوث اعظم کے وسیلے سے پہنچو گے، غریب نواز کے وسیلے سے پہنچو گے اور پانچ واسطوں سے سلسلہ معمریہ میں حاضر ہو جاؤ گے۔العلماء ورثۃ العلماء" علماء نبیوں کے وارث ہیں گویا کہ جو کام یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کا راستہ دکھانا اور شیطان کے مکروفریب سے بچانے کے لئے ہدایت نبیوں کا کام تھا وہ کام اللہ کے حکم سے نبی نے اپنی امت کے علماء کو سپرد کردیا۔اب جہاں شیر نیپال ہوگا وہاں کوئی دیوبندی شیطان کے فریب میں بہکانے والا نہیں آئے گا۔اگر دیوبندی وہابی ہو یا صلح کلی۔اور یقین جانو یہ (شیر نیپال) ہمارے ہیں اور ان کا جو کچھ ہے وہ ہمارا ہے۔میں اعلیٰ حضرت کی جوتیوں کو بوسہ دے کر کہتا ہوں، مفتی اعظم کے نعلین، مفتی اعظم کی جوتیوں کو بوسہ دے کر کہتا ہوں کہ ہمارے بریلی کے علماء اور مشائخ کی نیابت کا حق اگر کررہا ہے کوئی نیپال کی سرزمین پر تو وہ شیر نیپال کی ذات ہے۔جو ان کا مرید ہے وہ ہماری معرفت مرید ہے اور جو ہمارا مرید ہے وہ ان کا مرید ہے۔مسلمانو! ایک عالم دین طریقت میں بھی تمہارا رہبر ہے اور شریعت میں بھی تمہارا رہبر ہے۔

☆ حضرت علامہ سید محمد عارف میاں صاحب قبلہ رضوی دام ظلہ العالی تحریر فرمایا:

حضرت مولانا موصوف نے ہر ہر مسئلہ پر اس قدر ذمہ دارانہ انداز میں قلم اٹھایا ہے کہ بعض بعض مقامات پر تو بے ساختہ دل سے صدائے داد وتحسین نکل پڑی۔اہم مسائل کی تحقیق میں آپ نے دلائل لانے میں اپنے اسلاف بالخصوص سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کو بنیاد قرار دے کر استدلال میں جو ندرت اور دلائل کی کثرت فرمائی ہے وہ حضرت ممدوح کا اپنا حصہ اور آپ کی عبقریت کی دلیل ہے۔ساتھ ہی جوابات میں ہر مسئلہ پر عوام کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے سائل نے سوال میں جس چیز کو چھوڑ دیا ہے مولانا نے اسے بھی جامۂ تکمیل عطا فرمایا ہے۔یوں تو میں ذاتی طور پر قاضی نیپال سے واقف ہی نہیں بلکہ ان کے علم وحلم اور ان کی بالغ النظری کا بہت ہی قریب سے عارف ہوں

،تاہم فتاویٰ برکات میں آپ کے جس تبحر علمی کا ثبوت ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔(تاثر بر فتاوی برکات دوم)

☆شمس الاولیا حضرت مفتی محمد شمس الحق علیہ الرحمہ باڑا لہوریا نے فرمایا:

حضرت علامہ مفتی اعظم نیپال کے بارے میں جو لوگ کہتے ہیں کہ سنی عالم پر کفر کا فتویٰ دیتے ہیں یہ الزام بے بنیاد ہے۔مسلک اعلیٰ حضرت پر چلنے والا اس علاقہ میں ان سے بڑھ کر نہیں دیکھ رہا ہوں۔۔ میں اپنی عمر سے دس سال شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی صاحب کو دے رہا ہوں۔۔ جہاں اعلیٰ حضرت کا نام لیا جائے اور دیکھو کہ وہ نام سن کر خوش نہیں ہے تو سمجھو کہ وگر بڑ ہے اور نیپال میں شیر نیپال کا نام سن کر جو ناخوش ہو تو سمجھو کہ گر بڑ ہے۔

اور ایک خط بنام شیر نیپال اس طرح تحریر فرمایا ہے:

گرامی قدر علامہ مولانا شیخ الحدیث و شیخ طریقت ، رہبر شریعت ،حامی ملت ، قاضی شریعت، مفتی اعظم نیپال حافظ وقاری جیش محمد صاحب قبلہ مدظلہ العالی !السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

گذارش خدمت اقدس اینکہ ۲۰ رذی الحجہ کو بارش ہونے لگی اس لئے حاضر نہ ہوسکا حافظ غلام جیلانی سلمہ ربہ کو خدمت عالیہ میں بھیج رہا ہوں ، کاشت کاری کچھ باقی ہے کچھ دنوں بعد انشاء اللہ تعالیٰ بکرمہ حبیبہ اعلی ﷺ حاضر خدمت ہوں گا۔ مجھا وا لے کو میں خط لکھا تھا وہ لوگ آئے یا نہیں معلوم نہ ہوسکا۔ میرا خیال ہے کہ دو روز کے لئے آؤں گا اور وہیں سے ان لوگوں کو بلوا کر ہم لوگ تنازعہ دور کر دیں گے۔غلام جیلانی کو علم ظاہر و باطن سے نوازیں۔ زیادہ لکھنا آپ کے نزدیک اچھا نہیں۔آپ کے حوالہ ہے بس باقی عند الملاقات۔ ۲۲ رمحرم الحرام ۱۴۱۲ھ محمد شمس الحق رضوی اور حضرت مولانا محمد داؤد حسین آرہے ہیں۔السلام علیکم۔ ایک خوشی کی بات یہ ہے کہ لہوریا کے سرپنچ صاحب پھلواری سے توبہ کر کے بیعت سید صاحب سے ہو گئے ہیں۔

☆ محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ گھوسی مجمع عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

شیر نیپال مفتی جیش محمد متقی ، پرہیز گار اور محتاط عالم دین ہیں۔ عالم ہو تو شیر نیپال جیسا۔

☆بقیۃ الاکابر،قدوۃ الاواخر،حامی السنن ،ماحی الفتن ،کبیر العلماء ،کریم الفضلاء مولانا مفتی محمد فضل کریم صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ قاضی القضاۃ ادارۂ شرعیہ پٹنہ نے فرمایا:

حضرت علامہ مفتی محمد جیش صاحب مفتی نیپال دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، آپ ایک تبحر عالم وسیع النظر مفتی ، باکمال خطیب،صاحب درس و تدریس ہونے کے ساتھ ہی رموز شریعت و اسرار طریقت سے واقف کار بھی ہیں۔

☆مفتی اعظم ہالینڈ حضرت علامہ مفتی عبد الواجد صاحب قبلہ در بھنگہ (بہار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریباً چالیس سال قبل کی بات ہے جب کہ ۱۳۹۴ھ ماہ ربیع النور میں مدرسہ حنفیہ جنکپور دھام میں مدرسہ ہذا کے زیر اہتمام عظیم الشان فقید المثال جلسہ ہوا۔جس میں قوم و ملت سے خطاب فرمانے کیلئے سرکار مارہرہ مطہرہ حضور سید العلماء عمدۃ المتکلمین علامہ سید شاہ آل مصطفیٰ صاحب صدر سنی جمیعۃ العلماء بمبئی ،جلالۃ العلم استاذ العلماء حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث مرادابادی اور مجاہد جلیل حضرت علامہ مولانا سید مظفر حسین کچھوچھوی ممبر پارلیامینٹ وغیرہم نے تشریف ارزانی فرمائی تھی۔اس وقت نیپال کے افق پر شیر نیپال عالم خوش خصال مولانا حافظ شاہ جیش محمد صدیقی کے برکات علم و فضل کا سورج طلوع کر چکا تھا اور اس کی کرنیں ترائی نیپال سے مغلان کے حدود اربعہ پر چمکنے لگی تھیں۔مذکورہ فقید المثال جلسہ کا ذمہ اسٹیج پورے طور پر فقیر بے مایہ کے کنٹرول میں تھا۔اور میرے خیال میں اس جلسہ کو نیپال کی تاریخ میں بہر نوع تاریخی حیثیت حاصل ہوئی۔اسی وقت سے اس مدرسہ نے ’’جامعہ حنفیہ غوثیہ‘‘ کا لباس زریں زیب تن کیا، جو روز افزوں روشن و تابناک ہوتا گیا۔اس مبارک و مسعود موقعہ سے خصوصی طور پر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے اس فقیر سراپا تقصیر کو طلب فرمایا اور نصیحت فرمائی کہ’’مولانا جیش محمد صدیقی ایک قابل عالم دین ہیں ان سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں مجھے امید ہے کہ اس علاقہ میں ان کے ذریعہ سنیت کی تبلیغ و اشاعت

ہوگی لہذا آپ ان کا ساتھ دیتے رہیں گے‘‘ میں نے عرض کیا حضور! میں تو ان کا ساتھ دیتا ہی ہوں۔ آپ نے فرمایا ’’میں نے مستقبل کے لئے آپ کو یہ مشورہ دیا ہے‘‘ میں نے عرض کیا انشاء اللہ تعالیٰ میں اس حکم پر کاربند رہوں گا۔ چنانچہ جب سے اب تک میں اسی حکم کے تحت شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی زید مجدہ کے قدم بہ قدم ہوں۔ (۱۰/جمادی الآخر ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۱/اپریل ۲۰۱۳ء کا تحریر کردہ تاثر)

☆ حنیف ملت صوفی باصفا مفتی حنیف رضوی علیہ الرحمہ کٹیا تحریر فرماتے ہیں:

فخر سنیت، قاضی شریعت حضرت علامہ مفتی محمد جیش صاحب قبلہ مدفیضہ الباری نے اس نازک راہ میں اپنی بالغ نظری، دینی فراست سے جس ہمت اور حوصلہ کے ساتھ مسلمانان ہند و نیپال کی قیادت فرمائی ہم ان کے ممنون و مشکور ہیں‘‘

☆ نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضرت مولانا قاری تسلیم رضا صاحب قبلہ بریلی شریف

الحمدللہ حضرت شیر نیپال اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکتیں عطا فرمائیں شفائے کلی روحانی جسمانی قائم دائم عطا فرمائے ان کا سایہ سائیہ عاطفت ہم سب غربائے اہل سنت پر تادیر قائم دائم عطا فرمائے۔ پورے نیپال میں الحمدللہ اتنا کام کیا ہے سنیت کا اور مسلک اعلیٰ حضرت کا اور پورے نیپال مین کے میرے عم محترم حضرت تاج الشریعہ حضور اختر رضا خان دامت برکاتہم القدسیہ بہت پہلے تشریف لائے تھے حضرت نے فرمایا تھا کہ شیر نیپال کے جھنڈے تلے آجاؤ یہ سرکار دو عالم ﷺ کے جھنڈے تلے پہنچادیں گے۔ بہت بڑی بات ہے بہت بڑا منصب ہے میرے شیر نیپال کا۔ حضرت نے بہت کام کیا ہے انتھک محنت کی بہت محنت کی ہے، ماشاء اللہ بہت کام کیا ہے انہون نے۔ پورنے نیپال میں حضرت کی شخصیت اور ہندوستان میں بھی اکثر جگہوں پر حضرت کا بڑا چرچا ہے بہت مریدین بہت چاہنے والے ہیں، اور ان کے شہزادگان بھی بڑے ہونہار ہیں۔ ان کے ذریعہ اگر آپ لوگ جڑے رہیں اور اختلاف میں نہیں پڑیں گے تو آپ کا اور ہمارا بیڑا پار ہوجائے گا ان شاء اللہ ہمارے اندر اگر اتفاق ہوگا متفق اگر ہم متحد ہوں گے تو ان شاء اللہ یہ کوئی نقصان نہیں ہوگا اتحاد زندگی ہے اور اختلاف موت۔ اتحاد سے رہنا چاہے اور ہمارے قائد ہمارے رہبر مشفق اور پورنے

نیپال کے سرپرست حضرت شیر نیپال ہیں اور ہندوستان کے ہی نہیں بلکہ دینا بھر کے آج ہمارے عمید ہمارے تاج تاج الشریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔

☆ عطائے خواجہ حضرت علامہ مولانا انوار احمد قادری برکاتی دام ظلہ العالی سربراہ اعلیٰ جامعہ غوثیہ غریب نواز کھجرانہ، اندور (ایم پی) لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ’’العلماھک ورثۃ الانبیاء‘‘ یعنی عالم ربانی نبی کے وارث ہوتے ہیں۔ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد و بیان کی روشنی میں مخدوم اہل سنت، عالم ربانی، یادگار اسلاف، ناشر رضویات، فدائے برکاتیت حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی جیش محمد صاحب قبلہ برکاتی دام ظلہ العالی والنو رانی عالم و مفتی اور خطیب ذیشان کے ساتھ صاحب تقویٰ اور عابد شب زندہ دار ہیں۔ مسلک حق مسلک اعلیٰ حضرت کے آپ سچے مبلغ و ترجمان ہیں۔ آپ کی محفل میں بیٹھنے والا اللہ ور سول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام، غوث وخواجہ، شاہ برکات، اعلیٰ حضرت و مفتی اعظم ہند اور سید العلماء و بزرگان دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے کردار و عمل کا شناسا اور ان کے عشق و محبت کا جام پی کر سنی صحیح العقیدہ متقی پرہیزگار جنتی مسلمان بنتا نظر آتا ہے اور یہی ایک سچے عالم باعمل عاشق رسول کی صحبت کی پہچان ہے۔

نیپال کے تقریباً ہر سنی مسلمان پر اور خاص طور پر علماء اہل سنت پر آپ کی محبت و عنایت کی برسات ہوتی ہے۔ آپ کی ذات اہل حق کے لئے ابر رحمت ہے اور اہل باطل دیوبندی، وہابی، اہل حدیث اور اعلیٰ حضرت کے دشمنوں و مخالفوں کیلئے برق الٰہی ہے۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں سے کیا مروت کیجئے

گدائے غوث وخواجہ انوار احمد قادری برکاتی رضوی خادم الجامعۃ الغوثیہ نے آپ کی ذات ستودہ صفات کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا مگر جب دیکھا تو اس سے بہتر پایا۔ آپ نے کرم فرمایا ۴/مارچ ۲۰۱۲ء الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز میں قدم رنجہ فرمایا اور اپنی نیک دعاؤں سے طلبہ و مدرسین، معاونین کو سرفراز کیا اور جامعہ کے حق میں نیک خواہشات کا اظہار فرمایا اور

پھر شب میں تاریخ ساز "تاجدار اولیاء کانفرنس" میں جو خطاب آپ نے کیا اس بے مثل خطاب نے بزرگوں کی محفلوں کی یاد دلا دی۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں کہیں پیدا وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

اللہ تعالیٰ حضرت مفتی اعظم نیپال مفتی جیش محمد صدیقی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی والنورانی کو صحت و سلامتی کے ساتھ تادیر زندہ رکھے اور اسی طرح ایک عالم آپ کے فیض و کرم سے مالا مال ہوتا رہے۔ (تقریظ تاجدار نیپال)

مفتی اشرف القادری علیہ الرحمہ نے ایک مکتوب محررہ: ۱۹ر شعبان المکرم ۱۴۱۲ھ میں اس طرح فرمایا:

چراغ مسلک اہل سنت، عزو ناز مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، نور دیدۂ امام حسن بصری و علامہ ابوالحسن اشعری و علامہ ابو المنصور ماتریدی و امام ہمام ابو حنیفہ و غوث اعظم انام سرکار قادریت محی الدین جیلانی و خواجہ خواجگان چشت معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری و علامہ فضل حق خیرآبادی و علامہ فضل رسول بدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنھم حضرت علامہ محتشم و مکرم و معظم مولانا جیش محمد صدیقی دامت علی الخلائق ظلالھم المبارکۃ وبرکاتھم العالیۃ ولازالت شموس اقبالھم بازغۃ واقمار افضالھم طالعۃ.....

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

حضرت والا کی نیک دعاؤں کی برکات سے احوال زندگی بخیر ہیں امید کہ جناب والا بھی بخیر ہوں گے۔ علاقہ کے واردات معلوم ہیں لیکن بفضلہٖ تعالیٰ حق کے مخالف و معاند ذلیل ہونگے۔ میرے دل کے تاثرات واثرات علیم و خبیر جل شانہ کو معلوم ہیں۔ آپ کی جبین باطل شکن پر اعداء و احاسدین کے سب وشتم سے کوئی شکن نہ آئے۔ میں نے بہتوں سے کہا کہ نا اہلوں اور نابیناؤں کی گالیوں سے شیر الٰہی کو کوئی ملال نہیں ہے اور آفتاب حق پر غبار کا کوئی اثر نہیں ہے۔ یہ گالی دے رہے ہیں مگر امام احمد رضا کی بارگاہ سے، نبی عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی سرکار اعظم میں مولانا جیش محمد صاحب قبلہ کی عزت بڑھ رہی ہے۔ مجھے اس امر کا افسوس ہے کہ قمر رضا و توصیف رضا ان کے جلسہ میں کیوں شریک ہوئے۔ اور ان حضرات نے ان ہاتھوں کی عظمت کو کیوں نظر انداز کیا جن پر فاضل بریلوی و سرکار مفتی اعظم ہند کے مبارک ہاتھ ہیں۔ ان کی شرکت سے عوام میں غلط فہمی پیدا ہوئی ہے اور میں نے کہنے والوں کو وہ جواب دیا کہ ہوش میں آگئے۔ آپ ہمت سے اپنا فرض ادا کریں میرا دل میرا دماغ آپ کے ساتھ ہے اور حمایت حق کی راہ میں مجھے مخالفوں کی پرواہ نہیں۔ ایک فتویٰ بریلی شریف کا پیش خدمت ہے آپ اس پر اپنا دستخط کر دیں اس لئے کہ مظفر پور علاقہ میں کچھ مولوی دیہاتوں میں ظہر با جماعت بعد جمعہ رائجہ کی شدت سے مخالفت کر رہے ہیں اور یہ مخالفت عدم فہم سے ناشی ہے اور کچھ نفس پرستی و انانیت سے۔ میرا خیال ہے اس کی فوٹو کاپیاں تقسیم کی جائیں اور مزید علماء اعلام کے دستخط سے اسے مزین کرونگا۔ اور آپ اس کی ایک فوٹو کاپی لیکر جب بمبئی کی طرف تشریف لیجائیں تو اس پر علمائے کرام سے دستخط کرائیں اور پھر اسے شائع کر دیا جائیگا۔ میں ہجوم افکار اور کثرت کار اور قلت وسائل کی وجہ سے آپ کے دیدار سے رہ جایا کرتا ہوں۔ مگر آپ آپ کا روئے زیبا ہمیشہ میرے سامنے رہتا ہے۔۔۔۔ اپنی نیک دعاؤں میں اس عاجز فقیر بے نوا کو یاد رکھیں۔ مولیٰ عزوجل آپ کا اقبال زیادہ فرمائے۔

طالب دعا و خیر اندیش: عاجز فقیر الی ربہ القدیر

اشرف القادری الاحمدی النوری عفی عنہ

صدر المدرسین دار العلوم ھ ذ ہ

ارشادات وفرمودات

اللہ تبارک وتعالیٰ جسے اپنا محبوب بنالیتا ہے اس کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ بھی بڑے قیمتی اور کارآمد ہوتے ہیں۔قرآن واحادیث میں بھی اللہ کے نبیوں، رسولوں، ولیوں اورمحبوبوں کے اقوال وارشادات بیان کئے گئے ہیں۔ملک نیپال میں حضور شیر نیپال کی ذات مسلمانوں کے لئے کسی نعمت سے کم نہیں۔آپ کی مبارک زبان سے پندونصیحت اور فوز وفلاح کی منزل تک پہنچانے والے ارشادات واقوال کثیر ہیں ان میں سے چندایک کا ذکر یہاں کیاجارہاہے۔حضور شیر نیپال فرماتے ہیں:

- پاک کام کرنے کے لئے مسجد بنائی جاتی ہے۔اتفاق واتحاد کے ساتھ مل جل کرنماز پڑھنے کے لئے مسجد بنائی جاتی ہے۔مسجد بنائی جاتی ہے کہ ایمان کوقوت پہنچے۔
- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایایہ پتھر پوجتے ہو یہ پتھر پوجنے کے لائق نہیں ہے۔جو پوجنے کے لائق ہے وہ ہے جس نے زمین بنائی آسمان بنایا، ساری کائنات کو جس نے وجود بخشاوہی پوجنے کے لائق ہے۔یہ پتھر پوجنے کے لائق نہیں ہے۔
- معبوداللہ ہی ہے اللہ کے سواکوئی معبودنہیں ہے، پرستش اسی کی ہوگی، عبادت اسی کی ہوگی۔
- رسول اللہ کواللہ نے اختیاردیا ہے جو چاہیں کریں۔زمین کوحکم دیا پکڑ پکڑ لیا کہا چھوڑ تو چھوڑ دیا۔اس لئے کہ میرے آقا مالک ومختار ہیں۔
- جورسول کو مالک ومختار نہیں مانے اس کا عقیدہ ناپاک ہے، ہمارا عقیدہ پاک ہے، ہمارا خدا پاک ہے، ہمارا رسول پاک ہے، ہماری نماز پاک ہے، ہمارا روزہ پاک ہے۔
- ہر مسجد ہر مدرسہ دین کے فروغ کے لئے نہیں ہے۔
- مسجد تو وہی ہے جورسول اللہ کی ہے۔ایک مسجد رسول اللہ کی ہواور ہزاروں مسجد منافق کی ہوں وہ مسجد مسجد نہیں ہیں مسجد تو رسول اللہ کی ہے۔
- بدعقیدہ کون جو اپنا عقیدہ پاک نہیں رکھتے۔پاک چیز میں ناپاک نہیں ملنی چاہئے، پاک ناپاک کو نہیں چاہتا۔

- اعلیٰ حضرت وہ ہیں ان کی برابری کا ان کے زمانے میں عرب، عجم کہیں نہیں دیکھا گیا۔
- بڑے کو بڑا سمجھے گا تب بڑا بنے گا۔

جس کا تقویٰ زیادہ، بلندی اس کی زیادہ۔

- پہلوان بنو تو طاقت رکھو۔
- مالدار کی مالداری سے مرعوب نہیں ہونا چاہئے۔
- گالی کا جواب گالی سے نہیں چاہئے سنجیدگی سے چاہئے۔
- حق کا ساتھ حق والے ہی دیتے ہیں، غلط کا ساتھ غلط والے ہی دیتے ہیں۔
- مسئلہ میں لچک پیدا کرنا، دوسری راہ اختیار کرنا اور حق چھپانا نہیں چاہئے۔
- جس کو خدا توفیق دیتا ہے وہی قران واحادیث کو سینے سے لگاتا ہے۔
- شریعت کی بات پر عامل ہو اور دل سے ہو۔
- بروں کی صحبت اور اس سے بدتر ہے گمراہوں کی صحبت۔
- اسلام نام ہے حق کو حق کہنے کا اور باطل کو باطل کہنے کا۔
- اپنا ایمان جان سے بھی زیادہ عزیز ہونا چاہئے، بال بچوں سے ملک سے بھی زیادہ عزیز ہونا چاہئے۔
- حضور کی انگلی میں وہ طاقت ہے کہ ڈوبے ہوئے سورج کو حکم دیا تو واپس آگیا کسی وہابی میں ہے یہ طاقت؟
- نبی کی ذات بڑی اونچی ذات ہے، بیٹا باپ کے برابر نہیں ہوسکتا تو امتی نبی کے برابر کیسے ہوسکتا ہے۔
- جو مشکل ہوں سامنے رکھیں اور پڑھیں مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے، کربلائیں رد شہید کربلا کے واسطے۔
- ماں باپ کو محبت سے دیکھئے تو ثواب ہوتا ہے۔قرآن کو دیکھئے محبت سے تو بھی ثواب ہوتا ہے۔

- اس بات کا یقین رکھیں کہ غوث پاک کے مرید کا خاتمہ ایمان پر ہوگا،غوث پاک نے اس بات کی گارنٹی لی ہے۔
- اچھا کام کرنا فرض ہے۔
- بال بچوں کو کھلانا فرض ہے۔
- ایک خواب شیطانی ہوتا ہے جو شیطان کے وسوسہ سے ہوتا ہے یہ برا ہوتا ہے۔اور ایک خواب رحمانی،سب سے اچھا خواب رحمانی ہے۔
- نبی کا جو درجہ ہے، مقام ہے اتنا اونچا ہے کہ کوئی کتنا نماز پڑھ لے ان کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔
- کسی نبی کے برابر کوئی نہیں پہنچ سکتا ہے۔
- جس کی قسمت میں ہدایت ہے تو اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کی قسمت میں گمراہی ہے اس کو کوی ہدایت نہیں دے سکتا۔
- چوبیس نمبر والا بڑا بے ادب ہوتا ہے اور چوہیا بھی بڑا بے ادب ہے۔
- عقیدت سے میلاد کرنا چاہئے،اچھے لوگوں کو بلانا چاہے اس سے بلا بھاگتی ہے۔
- کوئی الیکشن میں جیت جاتا ہے اور کوئی ہار جاتا ہے،کوئی بندوق سے مار دیتا ہے تو جیتنا اچھا کہ ہارنا اچھا؟۔
- بلا آئے،مصیبت آئے تو صبر کرے اور اللہ پر بھروسہ رکھے کوئی خسارہ نہیں ہوگا۔
  شیطان کو دکھ دینے میں ثواب ہے اور انسان کو سکھ دینے میں ثواب ہے۔
- پریشانی سے صبر کرتا ہے تو ثواب ملتا ہے،جنت ملتی ہے۔
- تکلیف ہوتی ہے تو گناہ مٹتا ہے۔
- ہمیشہ پڑھتے رہے اللہ الصمد الصمد آرام ہوگا،پریشانی دور ہوگی۔
- دنیا پریشانی کی جگہ ہے،جتنی تکلیف نبیوں نے اٹھائی کسی نے نہ اٹھائی۔اور سب سے زیادہ ہمارے آقا مولیٰ ﷺ نے اٹھائی۔
- تمہارے ہمارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا جو اللہ چاہے گا وہی ہوگا۔

- نیند نہ آئے تو وجعلنا نومکم سباتا پڑھتا رہے نیند آجائے گی۔اور درود شریف پڑھنے سے بھی نیند آجائے گی۔
- یتیم کی پرورش بڑی سعادت کی بات ہے۔
- گھر میں اولاد پیدا ہو لڑکا ہو یا لڑکی سب اپنی قسمت لے کر آتا ہے،رزق حلال کا مالک اللہ ہے۔
- کسی غلط کام کے لئے آپ کسی کا سہارا لیجئے گا اس میں برکت نہیں ہوگی۔
- اللہ تعالی نے بڑائی آدم کو دی ہے تو آدم بڑے ہیں۔
- اللہ تعالی نے بڑائی دی سر کو تو سر بڑا ہے جو اس کی عظمت ہے وہ پاؤں کو نہیں ہے۔
- سرکار کے میلاد کا ذکر اللہ کرتا ہے اور یہ (بدعقیدے) کہتے ہیں کہ بدعت ہے۔
- میلاد مین حضور ﷺ کا ذکر ہوتا ہے،درود شریف پڑھا جاتا ہے،قرآن پڑھا جاتا ہے کیا یہ سب بدعت ہیں؟

کرامات

بارش بند ہوگئی

غالبا ۲۰۰۰ء کا بات ہے کہ جنکپور میں نیپال ٹینٹ والے انیس احمد کے والد کا انتقال ہو گیا جو حضور شیر نیپال کے بڑے عاشق اور معتقد تھے، بارش کا موسم تھا،جس دن ان کا انتقال ہوا بارش خوب زور وشور سے ہونے لگی جس کی وجہ سے تدفین میں تاخیر ہونے لگی اور اہل خانہ بیحد پریشان ہوگئے۔جناب انیس احمد اور دوسرے حضرات حضور شیر نیپال کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور بارش خوب ہورہی ہے رکنے کا انتظار کب سے ہو رہا ہے مگر رک نہیں رہی ہے کیا کیا جائے،تدفین میں تاخیر ہورہی ہے۔آپ نے اپنے زبان حق بیان کو جنبش دی اور فرمایا جائے تدفین کی تیاری کی جائے،قبر کھودی جائے انشاء اللہ بارش رک جائے گی۔جیسے ہی آپ کی زبان مبارک سے یہ جملہ نکلا فورا چندمنٹ کے بعد بارش بند ہوگئی۔فورا

تیاری شروع ہوگئی اور پورے شان بان کے ساتھ صلاۃ وسلام گنبد خضریٰ کے مکیں کی بارگاہ عالیہ میں پیش کرتے ہوئے جنازہ قبرستان لے جایا گیا اور جنازہ کی نماز خود آپ نے فرمائی۔ یہ منظر دیکھ کر اہل خانہ اور تمامی حضرات بہت ہی مسرور ہوئے۔

اولاد عطا ہوئی

روضہ شریف کے بدری صاحب کے یہاں برسوں سے اولاد نہیں ہوئی، اولاد کی کلکاریاں سننے کے لئے ایک مدت سے دونوں میاں بیوی اور تمام رشتہ دار بے چین و بے تاب تھے، بہت لوگوں سے دیکھایا گیا، ڈاکٹروں سے علاج بھی کرایا گیا مگر پھر بھی ان کی امیدوں کے چمن میں کوئی غنچہ نہیں کھلا تو ایک بار حضور شیر نیپال کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنی آرزو کا اظہار کیا۔ آپ نے اس کے لئے دعا کردی اور فرمایا جائے اللہ پر بھروسہ رکھئے اللہ ضرور آپ کو اولاد سے نوازے گا۔ وقت کے ولی مستجاب الدعوات کی بارگاہ سے ان کی دعاؤں کی جھرمٹ میں اپنے گھر کو روانہ ہو گئے، خوشی سے ان کا دل جھوم رہا تھا اور آپ کی دعا کی قبولیت پر اتنا یقین اور اعتماد تھا کہ ان کے بدن کا ایک ایک انگ سے صدا ان کے کانوں میں گونج رہی تھی کہ اب کی بار مایوسی نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس مرد حق شناس کے دعا کے طفیل ضرور اولاد عطا فرمائے گا۔ کچھ دنوں کے بعد جناب بدری صاحب کی خوشیوں کی انتہا نہ رہی کہ جب ان کی بیوی کے بطن میں حمل ظاہر ہوا۔ جب مدت حمل مکمل ہوئی یعنی ولادت کے ایام قریب ہوئے اور وہ دن اللہ قادر وقیوم نے انہیں دیکھایا کہ جب ان کے گلشن حیات میں بیٹے کی شکل میں ایک خوبصورت پھول کھلا، جس کی خوشبو سے ان کی روح وتن مہک اٹھا اور احباب واقارب نے انہیں مبارک بادی دی۔

کھانے میں برکت

لہان عیدگاہ محلہ دارالعلوم برکاتیہ مدینۃ العلوم کے خزانچی جناب محمد اظہار الحق عرف منا پان پسل کے یہاں بیٹی کی شادی تھی، نکاح خوانی کے لئے حضور شیر نیپال کو دعوت دی گئی تھی

کہ اگر حضور آکر ایجاب وقبول اپنی زبان مبارک سے کروادیں گے تو انشاء اللہ میری بیٹی کی زندگی خوشیوں ہمیشہ بھری رہے گی۔ آپ نے ان کی دعوت قبول کرلی۔ بارات میں سو آدمی کے آنے کی بات طے پائی تھی اور اسی حساب سے کھانا بھی بنوایا گیا تھا۔ مگر صاحب خانہ کے لئے پریشانی اس وقت بڑھ گئی جب بارات میں سو کے بجائے دو سو سے زیادہ آدمی آگئے۔ اب خدشہ ہوگیا کہ آج ان کی عزت کا جنازہ نکل جائے گا، اسی پریشانی میں تھے کہ حضور شیر نیپال تشریف لے آئے فرمایا کیا بات ہے پریشان کیوں ہو؟ بات کیا ہے؟ عرض کی حضور سو باراتی کے کھانے کا انتظام کیا ہے، دس بیس زیادہ ہو جاتے کوئی بات نہیں تھی مگر یہاں تو دو سو زیادہ باراتی ہیں اسی کھانے میں سب کو کیسے کھلایا جائے گا بے عزتی اور رسوائی ہوگی۔ اب واپس کرنا بھی کسی اعتبار سے صحیح نہیں۔ آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں جب تک میں اجازت نہ دوں کھانا کسی کو کھلانا نہیں۔ کھانا تیار ہو جائے تو مجھے بلا لینا۔ جب کھانا تیار ہوگیا تو آپ کھانے کی دیگ کے پاس تشریف لائے کچھ پڑھا اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ آپ کی دعا کی برکت کہئے کہ سو آدمی کا کھانا تمام باراتیوں کے لئے کافی ہوگیا اور پارس دینے کے بعد بھی بہت سارا کھانا بچ گیا۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ دیکھتے ہی مسکرانے لگے اور فرمایا کھانا کم تو نہیں پڑا؟ عرض کی حضور! یہ آپ کی کرامت ہے کہ سب کے کھانے کے بعد بھی بہت کھانا بڑھ گیا۔

ٹرین کا واقعہ

حضرت حافظ غلام مرتضی برکاتی لہنوی بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضور شیر نیپال سفر کے لئے روانہ ہوئے آپ کو جنک نگر کے راستے مظفر پور جانا تھا، اپنے ساتھ مجھے اور دو دیگر طلبہ کو بھی لے لیا۔ جب ہم لوگ جنک نگر پہنچے تو شام ہونے کو تھی، آپ کا ایک مرید اپنے گھر لے گئے جہاں آپ نے نماز مغرب ادا فرمائی کچھ دیر رکنے کے بعد آپ لالٹین کی روشنی میں اسٹیشن پہنچے۔ رات ہو چکی تھی دو طالب علم کو مظفر پور کی گاڑی کا پتہ لگانے کے لئے بھیجا، دونوں کے آنے میں قدرے تاخیر ہوگئی اس لئے ان کے پیچھے مجھے بھی بھیج دیا کہ تاخیر کیوں

ہوئی؟ جب میں گیا تو ان لوگوں کو واپس دیکھا گاڑی کے بارے میں پوچھا تو بتایا کہ ابھی مظفر پور کے لئے صبح سے پہلے کوئی گاڑی نہیں ہے۔ حضرت کو جا کر یہ خبر دی تو آپ نے قدرے توقف کے بعد اپنے بیگ سے خستہ نکالنے کا حکم دیا، خستہ نکال کر آپ کی خدمت میں رکھ دیا، ہم لوگوں کو بھی دیا اور خود بھی تناول فرمایا پھر آپ وظائف میں مشغول ہو گئے۔ اوراد و وظائف سے فراغت کے بعد فرمایا کہ بیگ لو اور اس طرف والے پلیٹ فارم پر چلو۔ ہم لوگ تعجب میں تھے کہ ابھی تو کوئی ٹرین نہیں پھر حضرت کیوں جا رہے ہیں۔ پلیٹ فارم پر ایک ٹرین کھڑی تھی جو پسینجر سے خالی تھی آپ اسی ٹرین کے ایک ڈبے جا کر بیٹھ گئے اور ہم لوگ بھی۔ ابھی ہم لوگ تعجب کے سمندر میں ہچکولے کھا ہی رہے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ ٹرین مظفر پور جائے گی۔ کچھ ہی دیر کے بعد وہ ٹرین مظفر پور کے لئے روانہ ہوگئی۔ ہم لوگ اس کرامت پر محو حیرت تھے۔ مگر اللہ والے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لے مشکل کو بھی آسان اور انہونی کو بھی ہونی میں بدل دیتا ہے۔

حضور شیر نیپال ایک ہمہ گیر شخصیت

از: محمد ارشاد رضوی مصباحی لوکہا، مدھوبنی (بہار) مقیم حال دوحہ، قطر

اللہ رب العزت کا یہ نظام ہے کہ جب جب جہاں جہاں فتنۂ کفر وشرک نے سر اٹھایا تب تب، وہاں وہاں اپنے محبوبین اور خاص بندوں کو بھیج کر ان فتنوں کا سد باب کیا۔ اور مذہب اسلام کا پرچم لہرایا۔ سرحدِ ہند پہ واقع ملک "نیپال" جہاں متنوع رنگارنگی، حسن وخوبصورتی، دل فریب مناظر، ہری بھری وادیاں، بہتے ہوئے چشمے، بلند وبالا پہاڑیاں، رنگ برنگے پھول، باغات سے بھرپور قدرت کا وہ انمول شاہکار ہے جس کی گہرائی میں دنیا کی بڑی بڑی فکریں متحیر ہیں۔ کون جانتا تھا کہ ان حسین اور جنت نما وادیوں میں بھی کفر وشرک کا ماحول ہوگا لیکن ہوا اور صدیوں تک کفر وشرک کا گہوارہ رہا اور بہت حد تک آج بھی ہے۔ ہاں رب تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً ان فتنوں کی سرکوبی کے لیے اپنے محبوب بندوں کو بھیجتا رہا، جو رفتہ رفتہ دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کرتے رہے۔ اور آج انہیں محبوبانِ خدا کا احسان ہے کہ ترائی سے لے کر پہاڑ کی وادیوں تک اسلام کا بول بالا ہے۔ یعنی باطل کے اندھیروں میں حق کا بھی اجالا ہے۔ انہیں مردانِ خدا اور علمائے ربانیین میں سے ایک مشہور ومعروف نام فقیہ النفس، زہد وتقوی کے پیکر، طریقت وشریعت کے امین، نمونہ سلف، یادگار اکابر، پیر طریقت، رہبر شریعت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی قادری برکاتی رضوی دامت برکاتھم القدسیہ کی ذات بابرکات ہے، جنہیں دنیا آج "شیر نیپال" کے نام سے جانتی اور مانتی ہے۔

ذاتی طور پر آپ نہایت ہی منکسر المزاج، ملنسار، شریف النفس، نیک طینت، خوش طبع، مخلص اور صاحبِ اخلاق جیسے اوصاف کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ آپ کی خصوصیتوں میں سے سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مسلک اہل سنت وجماعت پر خود بھی پابند ہیں اور دوسروں میں بھی یہی جذبہ بیدار کرنے کی سعی بلیغ کرتے ہیں۔ سیرت وکردار، اخلاق واعمال، وضع و

قطع، شفقت ومحبت گویا آپ کو اللہ نے کئی زاویے سے بے مثال اور لائق تقلید بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں بھی آپ تشریف لے جائیں اگر کوئی بے ایمان دیکھ لے تو صاحب ایمان ہوجائے، عاصی وگنہگار دیکھ لے تو تائب ہوکر پابند شرع ہوجائے۔ ہندو نیپال کے علاوہ دنیا کے مختلف گوشوں میں آپ کے معتقدین، مریدین ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ جن سے آپ کی شخصیت اور مقبولیت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

ولادت باسعادت

ملک نیپال کے مشہور ومعروف شہر "جنکپور" سے تقریباً 4/ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع کا دین وسنیت کا گہوارہ "لوہنہ شریف" میں حسن اخلاق کے پیکر، شفقت ومحبت کے خوگر مخیر قوم وملت عالی جناب "محمد ہاشم صدیقی" صاحب رحمۃ اللہ کے یہاں 28/ صفر المظفر 1362ھ بمطابق 5/ مارچ 1943ء میں شب جمعہ ہوئی۔ اس عظیم الشان بچے کی ولادت سے جہاں گلشن جاشم میں فرحت وانبساط کے غنچے کھلے وہیں اہل نیپال کے لیے سامانِ خیر وبرکت ہوا۔ اسم مبارک "جیش محمد" قرار پایا فضلِ الٰہی سے عمر بڑھتی گئی اور علم وفن میں انقلاب آتا گیا اپنی علمی لیاقت، فقہی بصارت، خداداد صلاحیت اور خدمات جلیلہ کے سبب مختلف القاب سے نوازے گئے جن میں "شیر نیپال" سب سے زیادہ مقبول ومعروف ہے۔ اور ملکِ نیپال میں آپ واقعی اسلام وسنیت اور مشرب ومسلک کے شیر ہیں۔

تعلیم وتربیت

ابتدائی تعلیم کا آغاز ایک مکتب سے ہوا بعدہ مدرسہ اشرف العلوم کنہواں (سیتامڑھی، بہار) سے تکمیل حفظ کی۔ پھر اعلیٰ تعلیم وتربیت کے لیے "دارالعلوم علیمیہ" مقصود پور (بہار) اور "منظر اسلام" بریلی شریف (یوپی) ہوتے ہوئے باغ فردوس "جامعہ اشرفیہ" مبارکپور، اعظم گڑھ (یوپی) کا رخ کیا۔ جہاں ماہرین علوم وفنون اساتذہ سے خوب اکتسابِ فیض فرمایا جن میں حضور حافظ ملت شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی، مفتی عبدالمنان اعظمی، علامہ عبدالرؤف

بلیاوی وغیرہم کے اسمائے مبارکہ قابل ذکر ہیں۔ اسی بحر بیکراں سے آپ کو سند فضیلت سے نوازا گیا اور یہ جامعہ اشرفیہ کا پہلا حسین موقع تھا جس میں دستار بندی ہوئی۔ یعنی آپ اشرفیہ مصباح العلوم کے خشتِ اول یعنی پہلے فارغین میں سے ہیں۔

تدریسی خدمات اور دینی کارنامے

ازہر ہند جامعہ اشرفیہ کے نگار اول یعنی مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور سے فراغت کے بعد آپ اپنے مادر علمی "دارالعلوم علیمیہ" مقصود پور (بہار) کے اراکین واساتذہ کے اصرار پر خدمت درس کے لیے حاضر ہوئے۔ تقریباً ایک سال بعد ہی اہل وطن کی خصوصی گزارش پر جنکپور کے ایک مکتب "اصلاح المسلمین" میں بحیثیت مدرس منتخب ہوئے۔ یہاں بھی تقریباً آپ نے ایک سال خدمت درس انجام دی، بعدہ آپ نیپال کی راجدھانی "کاٹھمنڈو" کی مشہور ومعروف مسجد "کاٹھمنڈو شاہی مسجد" کے لیے بحیثیت امام منتخب ہوئے۔ جہاں کئی مہینوں تک آپ نے امامت وخطابت کے فرائض انجام دیئے۔ جب رمضان شریف میں وطن لوٹے تو آپ نے اپنے ہی وطن میں ایک عالی شان اور معیاری ادارہ کا ارادہ کیا۔ رب العزت نے آپ کے اس خواب کو حقیقت میں میں تبدیل کردیا اور دیکھتے ہی دیکھتے معروف سرزمین جنکپور میں اپنے لواحقین کے ساتھ "دارالعلوم حنفیہ" کی بنیاد ڈالی۔ جو بعد میں جامعہ حنفیہ غوثیہ" کے نام مشہور ہوا۔ آج یہ ادارہ خدمت دین اور اہل سنت وجماعت کی تبلیغ واشاعت میں اہم کردار ادا کررہا ہے۔ یہاں کے فارغین ملک وبیرون ملک کے مختلف گوشوں میں دین کی خدمات اور ترویج واشاعت کے لیے ہمہ وقت کوشاں ہیں۔ افسوس کہ حاسدین کے شر وفساد نے وہاں سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا اور نتیجۃً وطنِ مالوف لوہنہ شریف میں خانقاہِ برکات کی شاندار عمارت میں دینی تعلیم کی ترویج اور مسلمانوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دینے لگے اور تاہنوز یہ مبارک سلسلہ جاری ہے۔

اجازت وخلافت

رب کریم کے فضل کرم سے آپ کو اہل سنت وجماعت کے تمام مشہور سلاسل سے

اجازت وخلافت کا شرف حاصل ہے۔خوش نصیبی کی بات یہ ہے کہ ملک ہند میں واقع عظیم الشان خانقاہ، بزرگان دین کی آماجگاہ "خانقاہ برکاتیہ" سے بیک وقت "حضور سید العلما وحضور احسن العلما علیہما الرحمہ دونوں سے اجازت وخلافت کا شرف حاصل ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ کے مریدین اسی عظیم نسبت کی بنیاد پر خود کو "برکاتی" کہنے لکھنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولی تعالی آپ کے سایہ کو تا دیر قائم ودائم رکھے اور فیضان کرم سے تمام مریدین ومحبّین کو خوب مستفیض فرمائے۔اور ہم سب کو عقائدِ حقّہ اور مسلکِ اعلیٰ حضرت پر گامزن فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین۔

یہ نہ پوچھو ہم سے کیا ہیں حضرتِ شیرِ نیپال
رب اکبر کی عطا ہیں حضرتِ شیرِ نیپال
کیسے ڈوبے گی بھلا کشتی مرے ایمان کی
جب ہمارے ناخدا ہیں حضرتِ شیرِ نیپال

مفتی اعظم نیپال

رہنمائے دین و ملت مفتی اعظم نیپال
پیشوائے اہلسنت مفتی اعظم نیپال

دھوم مچی ہے ہر سو تیری مرد میداں مرد حق
شیر ملت شیر ملت مفتی اعظم نیپال

تیرے علم وفن کا چرچا ہو رہا ہے چار سو
آپ ہیں مفتی ملت مفتی اعظم نیپال

جب کبھی اپنے بیگانے دیکھتے ہیں اک نظر
سب یقینا مانے عظمت مفتی اعظم نیپال

تھر تھرائے بدعقیدے نام ہی سن کر تیرے
ہو یقینا شیر ملت مفتی اعظم نیپال

با کمال علم و فن اور صاحب زور
آپ ہیں شمشیر ملت مفتی اعظم نیپال

حافظ ملت کا سایہ آپ پر ہے ہر گھڑی
اہل سنت کی وہ عظمت مفتی اعظم نیپال

سر زمیں نیپال کی بالیقیں زرخیز ہے
ہیں جہاں وہ جیش ملت مفتی اعظم نیپال

ہے خطاب عالی شان "شیر نیپال آپ کا
مملکت کی شان وعظمت مفتی اعظم نیپال

ناز کرتی ہے حکومت تجھ پر اے شیر نیپال
بالیقیں ہو شان وشوکت مفتی اعظم نیپال

کھال ادھیری نجدیوں کی نوک قلم سے آپ نے
سیف ملت قلمی طاقت مفتی اعظم نیپال

دل منور ہے یقینا نورانی برکات سے
آپ ہیں برکاتی برکت مفتی اعظم نیپال

ہیں مزین سارے فتوے دلنشیں انداز ہے
ہیں مدلل علمی طاقت مفتی اعظم نیپال

ہے حمیدی" شمع روشن سنیت آباد ہے
خوب کی ہے دینی خدمت مفتی اعظم نیپال

خاک پائے اولیاء
غلام طٰہٰ برکاتی حمیدی باڑاوی
معلم مڈل اسکول چاندپورا اردو سیتامڑھی بہار

مولیٰ کی ہے عنایت شیر نیپال اپنا

منقبت درشان سیدی وسندی حضور شیر نیپال محدث اعظم نیپال
مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ
نتیجہ فکر: مولانا بلال احمد برکاتی (کھری ہی ٹولہ، سنسری، نیپال)

مولیٰ کی ہے عنایت شیر نیپال اپنا
ملت کی ہے امانت شیرنیپال اپنا

اللہ کے کرم سے سرکار کی عطا سے
ہردم رہے سلامت شیر نیپال اپنا

حاسد رہے ہراساں دشمن رہے پریشاں
کرتا رہے امامت شیر نیپال اپنا

کیا پوچھتے ہو رتبہ ان کا جہان والو
ہیں فائز بر ولایت شیر نیپال اپنا

جس پہ نظر اٹھی ہے قسمت کے وہ دھنی ہے
ہیں پیکر سخاوت شیر نیپال اپنا

مارہرہ کی عطا ہے دیوانۂ رضا ہے
ہیں نجدیوں پہ آفت شیر نیپال اپنا

دیکھا نہیں ہوں کب سے اس چہرۂ حسیں کو
کروایئے زیارت شیر نیپال اپنا

محشر میں خوف کیوں ہو تم کو بلال عاصی
جب لے لی ہے ضمانت شیر نیپال اپنا

طالب دعا۔ بلال برکاتی نیپالی